سُورَةُ الطَّارِقِ

تفسیر ارشدی

مرتب

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جمیع حقوق محفوظہ 2025
All Rights Reserved

سورۃ الطارق

تفسیر ارشدی

مرتب

ڈاکٹر حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

قال اللہ تعالیٰ

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

"یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے"۔

سُورَةُ الإِسْرَاء

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

إن الله يرفع بهذا الكتاب أقواما ويضع به آخرين

"اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو

اونچا کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچا گراتا ہے"۔

رواه مسلم

فَهرَس

سورۃ الطارق

صفحہ نمبر	عنوان

پہلا حصہ (سورۃ الطارق کا عمومی جائزہ)

❋ بعض اہداف ____ 3
❋ سورۃ الطارق: موضوعات، ساخت، اور باہمی ربط کا مختصر تعارف ____ 3
❋ سورۃ الطارق کے موضوعات ____ 3
❋ سورۃ الطارق کی ساخت ____ 4
❋ سورۃ الطارق کے حصوں کا باہمی ربط ____ 5
❋ سورۃ البروج، الطارق اور الاعلیٰ کا باہمی تعلق ____ 5
❋ کلیدی ربط ____ 5
❋ نتیجہ ____ 6

دوسرا حصہ (سورۃ الطارق کا تفسیری ترجمہ)

❋ سورۃ الطارق: ترجمہ اور آیت بہ آیت وضاحت ____ 8
❋ خلاصہ ____ 11

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تیسرا حصہ (سورۃ الطارق کی لغوی تشریح)

❊ترتیبھا86... سورۃ الطارق... آیاتھا17... مکیۃ الآیۃ... الکلمۃ... معناھا ________ 13

❊حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ ________ 14

❊آیات 8 سے 12: عربی متن، ترجمہ اور لسانی تجزیہ ________ 19

چوتھا حصہ (سورۃ الطارق کے موضوعات اور عنوانات سے متعلق آیات)

❊سورۃ الطارق کے موضوعات اور عنوانات ________ 25

A. آسمان اور ستارے / فلکی نشانیاں ________ 29

B. انسان کی تخلیق / حقیقتِ انسان ________ 30

C. بعث بعد الموت / قیامت کی ناگزیریت ________ 30

D. اللہ کا کامل علم، نگرانی، حساب ________ 31

E. قرآن کی صداقت / کلام فصل ________ 31

F. منکرینِ آخرت / عذاب اور مہلت ________ 32

پانچواں حصہ (تفسیر بالقرآن)

❊تفسیر بالقرآن ________ 35

چھٹا حصہ (سورۃ الطارق کے موضوعات اور عنوانات سے متعلق احادیث)

وہ احادیث کا مجموعہ جو ارشد بشیر مدنی وفقہ اللہ نے جمع کی ہیں

❊سورۃ الطارق کی آیات سے متعلق احادیث ________ 38

❊سائنسی و تفسیری وضاحت ________ 43

A آسمان اور ستارے / فلکی نشانیاں ________ 44

Ask Islam Pedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

1. سورج وچاند کی نشانی اور قیامت کی یاد دہانی ____ 44
2. آسمان لپیٹے جانے کی خبر ____ 44
3. آسمان کی زینت ستارے ____ 45
4. ستاروں کے ذریعہ ہدایت ____ 45
5. ٹوٹتے ستارے (شہاب) اور آسمانی حفاظت ____ 45
B انسان کی تخلیق / حقیقتِ انسان ____ 47
1. نطفہ سے تخلیق ____ 47
2. انسان اپنی اصل بھول جاتا ہے ____ 47
3. انسان کی کمزوری اور اس پر آسانی ____ 47
4. انسان کی حقیقت: چند لمحات کا مسافر ____ 48
C. بعث بعد الموت / قیامت کی ناگزیریت ____ 48
1. قبروں سے نکلنے اور حساب کے لیے کھڑے ہونے کی خبر ____ 48
2. انسان سے پانچ سوال ____ 48
3. اللہ کا "کن" کہنا اور قیامت کا برپا ہونا ____ 48
4. "مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ" ____ 49
D اللہ کا کامل علم، نگرانی، حساب ____ 49
1. مفاتح الغیب خمس ہیں ____ 49
2. اللہ کی نظر و حفاظت: "احفظ الله يحفظك" ____ 49
3. نیتوں کو جاننے والا اللہ ____ 49
4. پنج سوال والی حدیث (علم و حساب کی تکمیل) ____ 50
E قرآن کی صداقت / کلامٌ فَصْل ____ 50

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

1. قرآن حجت ہے، تیرے حق میں یا تیرے خلاف ____ 50
2. قرآن شفیع اور مشفَّع ____ 50
3. قرآن سب سے بہتر کلام ____ 50
4. قرآن کو مضبوطی سے تھام لو ____ 51

ساتواں حصہ (تفسیر بالحدیث "وہ احادیث جو تفاسیر میں پائی جاتی ہیں")

❋ تفسیر بالحدیث: سورۃ الطارق ____ 53
❋ تخلیق انسان اور اس کی حقیقت ____ 54
❋ الجامع الکامل سے بعض اَحادیث (سورۃ الطارق کی تفسیر) ____ 58

آٹھواں اور نواں حصہ (تفسیر صحابہ و تابعین)۔(تفسیر بالرائے محمود)

8- تفسیر باقوال صحابہ و تابعین پانچ مشہور تفاسیر سے ____ 60
9- تفسیر بالرائے المحمود ____ 60
❋ سورۃ الطارق کی تفسیر ____ 60

دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

❋ حصہ دوم: تفصیلی تفسیر ____ 64
❋ سورۃ الطارق کی تفسیر ____ 64
❋ لسانی وضاحت ____ 65
❋ سورۃ الطارق آیات 1-4 کی تفسیر ____ 68
❋ سورۃ الطارق آیات 5-7 کی تفسیر ____ 70
❋ سورۃ الطارق آیات 8-17 کی تفسیر ____ 73
❋ سورۃ الطارق آیات 11-17 کی تفسیر ____ 76

AskIslamPedia
Free Online Islamic Encyclopedia

❁"وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ" کی تفسیر 77
❁سورۃ الطارق آیات 15-17 کی تفسیر کا خلاصہ 81
1. کافروں کی سازشوں کا مقابلہ اللہ خود کرتا ہے 81
2. .کافروں کی سازشوں کی حقیقت 81
3. اللہ کے نور کو بجھانے کی ناکام کوشش 81
4. اسلام کی بالادستی یقینی ہے 81
5. کافروں کو مہلت 81
❁فتح القدیر اور احسن البیان سے چند نکات 82

گیارھواں حصہ (سورۃ الطارق سے حاصل ہونے والے اسباق)

❁بعض موضوعات 84
❁بعض اسباق 84
❁مناسبت / لطائف التفسیر 85
❁آیات اور حدیث 86

بارھواں حصہ (سورۃ الطارق سے متعلق عمومی معلومات)

❁سورۃ الطارق (سورۃ الطارق) کی عمومی معلومات 88
1. اسرائیلیات (یہودی / عیسائی روایات) کی تردید 88
2. جھوٹے عقائد، نظریات اور غلط فہمیوں کی تردید 89
3. جدید شکوک واعتراضات کا جواب (ڈارونزم کی تردید) 89
❁خلاصہ 90
1. قرآن کا پیغام: انسانی تخلیق 90

AskIslamPedia
Free Online Islamic Encyclopedia

2. سورۃ الطارق کے ذریعے ڈارونزم کا رد ____ 90
❋سورۃ الطارق سے ڈارونزم کا رد ____ 91
A. الٰہی تخلیق بمقابلہ اتفاقی ارتقاء ____ 91
B. انسانی انفرادیت بمقابلہ مشترکہ نسب ____ 91
C. قیامت وحساب بمقابلہ مادیت ____ 91
❋جدید شکوک وشبہات کا ازالہ ____ 92
❋اسائن منٹ ____ 93
- طلبہ وطالبات کے لئے 3 اسائن منٹ ____ 93
- اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر: 8-12 سال) ____ 93
- اسائنمنٹ 2: نوجوانوں اور بڑوں کے لیے (عمومی فہم) ____ 94
- اسائنمنٹ 3: بڑوں کے لیے (اعلیٰ تجزیہ) ____ 94
❋ **مضمون** (1)- "کیا" يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ" میں کوئی سائنسی خطا ہے ____ 95
❋ **مضمون** (2) چار انواعِ دلائل قرآن سے بعث بعد الموت کي اثبات پر ____ 97
❋ **مضمون** (3) معاصر سائنسی تشریحات والی تفسیر کو قبول کرنے کے ضوابط ____ 102
❋ **مضمون** (4) اسلام میں نجومیات (Astrologh) کی تردید ____ 105
1. قرآنِ مجید کی روشنی میں نجومیات کی تردید ____ 105
2. خالق، مسببِ حقیقی صرف اللہ ____ 106
- سورۃ فصلت کی آیات اور عبادتِ نجوم کی ردّ ____ 107
- تکبرِ مشرکین اور تسبیح ملائکہ ____ 107
❋ **مضمون** (5) اسلام توہمات اور خرافات کا مخالف ____ 108
❋اسلام توہمات اور خرافات کا مخالف ____ 108

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

1. پہلا نکتہ: توہمات جہالت اور شیطانی وساوس ہیں 109
2. دوسرا نکتہ: توہمات پر یقین توکل علی اللہ کے خلاف ہے 111
3. آخری نکتہ: توہمات پر یقین عقل اور تحقیق کے خلاف ہے 113

❁ **مضمون**(6) اسلام کے سیلاب کو روکنے کی ایک سازش 115

- دورِ خلافتِ راشدہ ایک جائزہ 116
- دورِ بنو امیہ ایک جائزہ 117
- دورِ بنو عباسیہ ایک جائزہ 118
- خلقِ قرآن کا فتنہ 118
- ۱۲۲۸ء کی دو عظیم طاقتیں 119
- مسلمانوں پر تاتاریوں کا حملہ 119
- دشمنانِ اسلام کا اسلام اور پیغمبر اسلام پر حملے کا اہم سبب تکبر اور حسد 120
- ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک تجزیہ 121

❁ **مضمون**(7) "خلق من مأء دافق" سے توحید، رسالت و آخرت کیسے ممکن ہے؟ 122

❁ **مضمون**(8) زندگی کا مقصد 125

- موضوع کے انتخاب کا سبب 126
- لہو و لعب اور غفلت کا مطلب 128
- دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کا فائدہ 131
- دنیا و آخرت کا مفہوم 131
- زندگی کا مقصد 133
- انسان کا مقصدِ زندگی سے ہٹنے کے دو اہم سبب 133
- پہلا سبب: ماں باپ 133

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

- دوسرا سبب: شیطان 134
- میدانِ دعوت کے تین اہم پوائنٹس 135

مضمون (9) بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا) 138

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سُورَةُ الطَّارِقِ

پہلا حصہ

(سورۃ الطارق کا عمومی جائزہ)

پہلا حصہ (سورۃ الطارق کا عمومی جائزہ)

سورۃ الطارق کی تفسیر 12 حصوں میں (Tafseer fo Surah in 12 Segments)

سورۃ الطارق کا پہلا حصہ عمومی جائزہ پیش کرتا ہے، جس میں سابقہ اور آئندہ سورتوں کے ساتھ تعلق کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس میں سورہ کے موضوعاتی انداز اور مقاصد کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔

نوٹ: سورتوں کے مقاطع اور باہمی تعلق کی اکائیاں۔

86۔ سورۃ الطارق		
رات میں طلوع ہونے والا ستارہ	The Night-Comer	At-Taariq
مقام نزول: مکہ		

بعض اہداف

- ❖ انسان کی حقیقت اور اس کا مختصر تعارف
- ❖ اس سورت میں بعث بعد الموت کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے۔[1]
- ❖ اللہ تعالٰی آسمان اور تاروں کی قسم کھا رہے ہیں، مقصد یہ ہے کہ یہ مخلوقات اتنی زبردست ہیں جن پر ہم رشک کرتے ہیں تو ان کے بنانے والے پر ایمان کیوں نہ لایا جائے؟[2]

سورۃ الطارق: موضوعات، ساخت، اور باہمی ربط کا مختصر تعارف

سورۃ الطارق (سورۃ الطارق) ایک مکی سورۃ ہے جو قیامت، اللہ کی نگرانی، اور قرآن کی صداقت کے بارے میں مضبوط پیغامات دیتی ہے۔

سورۃ الطارق کے موضوعات

1) آسمان اور الطارق (چمکتا ستارہ) کی قسم (آیات 1-3)

- ❖ اللہ آسمان اور چمکتے ستارے (الطارق) کی قسم کھاتا ہے، جس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

---

[1] مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: محمد بن أحمد القرطبي)

[2] مزید معلومات کے لیے اس کتاب کو ضرور پڑھیں (أسباب زيادة الإيمان ونقصانه: عبد الرزاق بن عبد المحسن العباد البدر)

2) انسانی تخلیق اور قیامت (آیات 4-10)

❖ اللہ یاد دلاتا ہے کہ انسان کی ابتدا ایک کمزور قطرے سے ہے، جو اللہ کے قدرت کی نشانی ہے۔

❖ اگر انسان پیدا کر سکتا ہے تو قیامت کا ہونا اور بعث بعد الموت کا ہونا بھی آسان ہے۔

3) اللہ کا کامل علم اور فیصلہ (آیات 11-14)

❖ آسمان کی گردشیں (بارش، فلکی حرکات) اللہ کے کامل نظام کی علامت ہیں۔

❖ زمین کا پھٹنا اور پودے اگنا قیامت کی مثال ہے۔

❖ ہر چھپی ہوئی بات قیامت کے دن ظاہر ہو گی۔

4) باطل کا انکار اور قرآن کی صداقت (آیات 15-17)

❖ اللہ کافروں کے انکار کو رد کرتا ہے اور انہیں آخرت کے عذاب سے خبردار کرتا ہے۔

❖ قرآن کو فیصلہ کن (فصل) قرار دیا گیا ہے، جو تفریح نہیں بلکہ حق ہے۔

❖ اللہ، رسالت و آخرت کے منکرین کے لیے، مہلت دی جاتی ہے، لیکن ان کا انجام تباہی ہے۔

سورۃ الطارق کی ساخت

1) ابتدائی قسم اور الطارق کی نشانی (آیات 1-3)

❖ آسمانی نشانیوں کے ذریعے توجہ مبذول کروائی گئی ہے۔

2) انسانی آغاز اور قیامت میں اللہ کی قدرت (آیات 4-10)

❖ انسانی تخلیق کو موت کے بعد جی اٹھنے کی دلیل بنایا گیا ہے۔

3) کائناتی اور زمینی نشانیاں (آیات 11-14)

❖ کائنات میں اللہ کا نظام، حکمت اور عدل کو واضح کرتی ہیں یہ آیات۔

4) اللہ، رسالت و آخرت کے منکرین کے لیے تنبیہ اور قرآن کی حتمیت (آیات 15-17)

❖ سورۃ کا اختتام سخت انتباہ پر ہوتا ہے۔

سورۃ الطارق کے حصوں کا باہمی ربط

1) فلکی نشانیاں اور انسانی تخلیق (آیات 1-10)

❖ چمکتا ستارہ اور انسانی تخلیق دونوں اللہ کی دقیق قدرت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

2) کائناتی نظام اور قیامت (آیات 11-14)

❖ جس طرح آسمان و زمین اللہ کے نظام کے تابع ہیں، قیامت بھی اسی حکم کا نتیجہ ہے۔

3) قرآن کی حتمیت اور اللہ، رسالت و آخرت کے منکرین کا انجام (آیات 15-17)

❖ قرآن کی قطعیت کے بعث بعد الموت ناگزیر ہے اور عدل کا تقاضہ ہے۔

سورۃ البروج، الطارق اور الاعلیٰ کا باہمی تعلق

1) سورۃ البروج (سورۃ 85) ⟵ اللہ کے عدل کا قانون کا ذکر

❖ مومنین پر ظلم اور اللہ کے انتقام کا بیان۔

2) سورۃ الطارق (سورۃ 86) ⟵ قیامت کی دلیل

❖ کائناتی نشانیوں اور انسانی تخلیق کے ذریعے قیامت ثابت کی گئی۔

❖ موت کے بعد کی زندگی پر شکوک کا ازالہ۔

3) سورۃ الاعلیٰ (سورۃ 87) ⟵ حتمی کامیابی

❖ توحید، رسالت، آخرت اور تزکیہ (پاکیزگی) اور ذکر (اللہ کی یاد) کو کامیابی کی کلید بتایا گیا۔

❖ ہدایت قبول کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کا موازنہ۔

کلیدی ربط

❖ سورۃ البروج، اللہ، رسالت و آخرت کے منکرین اور ظالمین کو مکافات عمل، قانونِ عدل وبدلہ کے دن سے ڈراتی ہے، سورۃ الطارق قیامت کی ناگزیریت ثابت کرتی ہے۔

❖ سورۃ الطارق قیامت پر شکوک دور کرتی ہے، جبکہ سورۃ الاعلیٰ آخرت میں کامیابی کا راستہ بتاتی ہے۔

❖ سورۃ البروج ایمان سے انکار کے نتائج، سورۃ الطارق فیصلے کی حقیقت، اور سورۃ الاعلیٰ ایمان و ذکر کی دعوت دیتی

ہے۔

نتیجہ

سورۃ الطارق قیامت کے حق میں فلکی اور حیاتیاتی شواہد پیش کرتی ہے۔ یہ سورۃ البروج (جو مومنین پر ظلم اور اللہ کا عدل وانصاف بیان کرتی ہے) اور سورۃ الاعلیٰ (جو تزکیہ یعنی پاکیزگی اور ذکر الہی یعنی یاد الہٰی کی اہمیت بتاتی ہے) کے درمیان بہترین ترتیب میں ہے۔ یہ تینوں سورتیں متحدہ پیغام دیتی ہیں:

- ❖ اللہ کا انصاف حقیقی ہے۔
- ❖ قیامت ناگزیر ہے۔
- ❖ کامیابی ایمان اور اللہ کی یاد میں پنہاں ہے۔

دوسرا حصہ

(سورۃ الطارق کا تفسیری ترجمہ)

دوسرا حصہ (سورۃ الطارق کا تفسیری ترجمہ)

قرآن کے معانی کا ترجمہ پیش کرتا ہے، جس کے ساتھ آیت بہ آیت تشریح شامل ہوتی ہے

سورۃ الطارق: ترجمہ اور آیت بہ آیت وضاحت

سورۃ الطارق (86:1-17)

مکی سورت - 17 آیات

1.وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ

ترجمہ:	قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں روشن ہونے والے کی
وضاحت:	اللہ آسمان اور اس رات کو ظاہر ہونے والے ستارے کی قسم کھاتا ہے، اس کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

2.وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ

ترجمہ:	اور تمہیں کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے؟
وضاحت:	اللہ توجہ دلاتا ہے کہ الطارق (ستارہ) کی حقیقت اور عظمت کتنی منفرد ہے۔

3.النَّجْمُ الثَّاقِبُ

ترجمہ:	وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے
وضاحت:	الطارق کو ایک روشن رات کی تاریکی کی چیر کر روشنی برپا کرنے والے کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو اندھیروں کو چیر کر روشنی بکھیرتا ہے۔

4. إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

ترجمہ: کوئی جان نہیں مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے

وضاحت: ہر انسان پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہے، جو اس کے ذات کی یا اعمال کی نگرانی کرتا ہے۔

4. فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ

ترجمہ: پس انسان کو چاہیے کہ دیکھے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا

وضاحت: انسان کو اپنی کمزور اور حقیر قطرہ سے ابتدا پر غور کرنا چاہیے۔

6. خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ

ترجمہ: وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی (قطرے) سے پیدا کیا گیا

وضاحت: انسانی زندگی ایک حقیر اور کمزور قطرے سے شروع ہوتی ہے، جس سے اس کی عاجزی ظاہر ہوتی ہے۔

7. يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ

ترجمہ: جو ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

وضاحت: انسانی تخلیق کا عمل نہایت دقیق اور جسمانی حقیقت کے مطابق بیان کیا گیا ہے۔

8. إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ

ترجمہ: یقیناً اللہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے

وضاحت: اگر اللہ انسان کو پانی کے قطرے سے پیدا کر سکتا ہے تو اسے دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے مشکل

نہیں۔

9.يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ

ترجمہ: جس دن سب چھپی ہوئی باتوں کی جانچ پڑتال کی جائے گی

وضاحت: قیامت کے دن ہر چھپی ہوئی بات اور نیت ظاہر ہو جائے گی اور جانچ پڑتال کی جائے گی۔

10.فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ

ترجمہ: اس دن نہ اس کے پاس کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار

وضاحت: اس دن انسان اپنی مدد آپ نہیں کر سکے گا، نہ ہی کوئی اس کی مدد کرے گا۔

11 . وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ

ترجمہ: قسم ہے اس آسمان کی جو بار بار بارش کو لوٹانے والا ہے

وضاحت: آسمان کی بارش لوٹانے کی صلاحیت اللہ کی قدرت کی ایک اور نشانی ہے۔

12.وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ

ترجمہ: اور اس زمین کی جو پھٹنے والی ہے (نباتات اگتے وقت)

وضاحت: زمین کا پھٹنا اور اس سے نباتات اگنا، زندگی اور قیامت کی ایک مثال ہے۔

13 . إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ

ترجمہ: یقیناً یہ (قرآن) فیصلہ کن کلام ہے (حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے)

وضاحت: قرآن کا پیغام حتمی، واضح اور دوٹوک ہے، اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

14.وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

ترجمہ: اور یہ کوئی مذاق نہیں

وضاحت: قرآن سنجیدہ اور سچا کلام ہے، نہ کہ تفریح یا افسانہ۔

15.إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا

ترجمہ: یقیناً وہ سازشیں کر رہے ہیں

وضاحت: کفار نبی ﷺ اور قرآن کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔

16. وَأَكِيدُ كَيْدًا

ترجمہ: اور میں (اللہ) بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں

وضاحت: اللہ سازشوں کا بدلہ دیتے ہیں، اور اللہ کی تدبیر ان کی سازشوں پر غالب ہے۔

17.فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

ترجمہ: پس کافروں کو مہلت دے دو، انہیں تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دو

وضاحت: اللہ کافروں کو عارضی مہلت دیتا ہے، لیکن ان کا انجام یقینی ہے۔

خلاصہ

سورۃ الطارق تخلیق کے عجائبات اور قیامت کی یقینی حقیقت کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ یہ مومنوں کو اللہ کی مسلسل نگرانی کی یقین دہانی کراتی ہے اور کافروں کو ان کی سازشوں کے انجام سے خبردار کرتی ہے۔ قرآن کا پیغام فیصلہ کن، دوٹوک اور ناقابلِ انکار ہے۔

تیسرا حصہ

(سورۃ الطارق کی لغوی تشریح)

تیسرا حصہ (لغوی تشریح)

حصہ اول: کتاب "السراج" سے الفاظ کا مجموعہ اور لغوی تشریح

ترتیبها 86...سورة الطارق...آياتها 17...مكية
الآية...الكلمة...معناها

	شمار No	قرآنی الفاظ Quranic Words	عربی میں معنی Translation in Arabic	اردو میں معنی Translation in Urdu	انگریزی میں معنی Translation in English
5813	1	والطارق	النجم الذي يطلع ليلا	قسم ہے اندھیرے میں روشن ہونے والے کی	The night comer (star)
5814	2	الثاقب	المضيء المتوهج	روشن	The piercing star
5815	3	إن كل نفس لما	ما كل نفس إلا	کوئی ایسا نہیں جس پر	There is no soul but that
5816	4	حافظ	ملك يحفظ أعمالها	نگہبان فرشتہ	A protector.
5817	5	دافق	منصب بسرعة في الرحم	اچھلتے ہوا	Ejected
5818	6	الصلب	الظهر	پیٹھ	The backbone
5819	7	والترائب	عظام الصدر	اور سینے (پسلی کی ہڈیاں)	The ribs
5820	8	رجعه	رده حيا بعد	اس کو پھیر لانے	To return him

[to life]		الموت			
When secrets will be put on trial	پوشیدہ باتوں کی جانچ پڑتال ہوگی	تختبر، وتكشف ضمائر القلوب	تبلى السرائر	9	5821
Which returns [rain]	بارش والا	صاحبة المطر المتكرر	ذات الرجع	10	5822
Which cracks open	پھٹنے والا	ذات التشقق بالنبات	ذات الصدع	11	5823
A decisive	فیصلہ کرنے والا	فاصل بين الحق، والباطل	فصل	12	5824
Awhile	تھوڑے دن.	قليلا	رويدا	13	5825

حصہ دوم: ارشد بشیر مدنی کی طرف سے الفاظ کا مجموعہ، کلمہ کی ساخت کی سمجھ۔

سورۃ کا تفصیلی تجزیہ (آیت بہ آیت)، جس میں الفاظ پر توجہ دی گئی ہے۔ اس تجزیہ میں اسماء کے واحد اور جمع، تمام مشتقات کے ماضی، مضارع، مجرد اور مصدر، اور ان کے معانی شامل ہیں۔ یہ عمل ہمیں قرآن کے گہرے معانی میں مزید غوطہ لگانے کے قابل بناتا ہے۔

1.وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ

ترجمہ:- قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے (ستارے) کی

❖ السَّمَاءِ

- اصل مادہ: س م و
- قسم: اسم (واحد)

- معنی: آسمان
- جمع: السموات

❖ الطَّارِقِ

- اصل مادہ: ط ر ق

❖ طَرَقَ يَطْرُقُ

- قسم: اسم فاعل (واحد)
- عنی: رات کا آنے والا / چمکتا ہوا ستارہ
- جمع: الطارقون یا الطوارق (سیاق کے مطابق)
- فعل کی وضاحت: اس آیت میں کوئی فعل نہیں ہے۔

2.وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ

ترجمہ:- اور تمہیں کیا معلوم کہ رات کو آنے والا کیا ہے؟

❖ أَدْرَاكَ

- اصل مادہ: د ر ي
- فعل کی قسم: فعل ماضی (ماضی زمانہ)
- باب: مزید فیہ (باب افعال - أَفْعَلَ)
- معنی: اس نے تمہیں بتایا
- مصدر: إدراء (أدرى يُدرى)
- فعل مضارع: يُدْرِيكَ (وہ تمہیں بتاتا ہے)

3.النَّجْمُ الثَّاقِبُ

ترجمہ:- وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے

❖ النَّجْمُ

- اصل مادہ: ن ج م
- قسم: اسم (واحد)
- معنی: ستارہ
- جمع: النجوم

❖ الثَّاقِبُ[3]

- اصل مادہ: ث ق ب

ثَقَبَ يَثْقُبُ

- قسم: اسم فاعل (واحد)
- معنی: روشنی کے ذریعہ اندھیرے کو چیرنے والا، روشنی پھیلانے والا
- جمع: الثاقبون

4. إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

ترجمہ:- کوئی جان نہیں مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے

❖ نَفْسٍ

- اصل مادہ: ن ف س
- قسم: اسم (واحد، مونث)
- معنی: جان، نفس
- جمع: أنفُس یا نُفُوس

❖ حَافِظٌ

- اصل مادہ: ح ف ظ

[3] • ثَقَبَتِ ثَقَبَتِ النارُ ثَقَبَتِ ثُقوبًا، وثَقابة: اتَّقدت. و ثَقَبَتِ الزَّنْدُ ونحُوه: بدت الشَّرارة منه. و ثَقَبَتِ النَّجْمُ ونحُوه: أضاءَ. فهو ثاقِبٌ. وفي التنزيل العزيز: الطارق آية ٢ ثَقَبَتِ ٣وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ. النَّجْمُ الثَّاقِبُ. ((المعجم: المعجم الوسيط

- حَفِظَ يَحْفَظُ
- قسم:اسم فاعل(واحد)
- معنی:محافظ،نگہبان
- جمع:حافِظُون یا حُفّاظ

5.فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ

ترجمہ:-پس انسان کو چاہیے کہ دیکھے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا

❖ يَنظُرِ

- اصل مادہ:ن ظ ر
- نَظَرَ- يَنْظُرُ ،نصر ينصر
- فعل کی قسم:فعل امر،مجزوم
- باب:ثلاثی مجرد(باب نصر)
- معنی:وہ دیکھے / غور کرے
- مصدر:نَظَر(دیکھنا،غور کرنا)
- ماضی:نَظَرَ(اس نے دیکھا)

❖ خُلِقَ

- اصل مادہ:خ ل ق
- فعل کی قسم:فعل ماضی،مجہول
- باب:ثلاثی مجرد(باب نصر)
- معنی:اسے پیدا کیا گیا
- مصدر:خَلْق(پیدائش)
- فعل مضارع:یُخْلَقُ(اسے پیدا کیا جاتا ہے)

6.خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ

ترجمہ:-وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی (قطرے) سے پیدا کیا گیا

❖ مَاءٍ

- معنی: پانی، سیال

❖ دَافِقٍ

- اصل مادہ: د ف ق
- دَفَقَ - يَدْفُقُ نصر ينصر
- قسم: اسم فاعل (واحد)
- معنی: بہنے والا، اچھلنے والا
- جمع: دافِقُون

7. يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ

ترجمہ:-جو ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

❖ يَخْرُجُ

- اصل مادہ: خ ر ج
- فعل کی قسم: فعل مضارع (حال)
- باب: ثلاثی مجرد (باب نصر)
- معنی: وہ نکلتا ہے / ظاہر ہوتا ہے
- مصدر: خُرُوج (نکلنا)
- ماضی: خَرَجَ (وہ نکلا)

❖ الصُّلْبِ

- اصل مادہ: ص ل ب

- قسم:اسم(واحد)
- معنی:ریڑھ کی ہڈی
- جمع:الأصلاب

❖ التَّرَائِبِ

- اصل مادہ:ت رب
- قسم:اسم(جمع)
- معنی:پسلیاں یا سینے کی ہڈیاں
- واحد:تَریبة

آیات 8 سے 12: عربی متن، ترجمہ اور لسانی تجزیہ

8.إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ

ترجمہ:-یقیناً اللہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے

❖ رَجْعِهِ

- اصل مادہ:رج ع
- قسم:مصدر(اسم فعلی)
- معنی:اس کی واپسی(قیامت میں دوبارہ زندہ کرنا)
- فعل ماضی:رَجَعَ(وہ واپس آیا)
- فعل مضارع:يَرْجِعُ(وہ واپس آتا ہے)

❖ قَادِرٌ

- اصل مادہ:ق در
- قسم:اسم فاعل(فاعل اسم)
- معنی: قادر،طاقتور

- جمع: قادرون

9. يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ

ترجمہ:-وہ دن جب رازوں کو آزمایا جائے گا

❖ تُبْلَى

- اصل مادہ: ب ل و
- فعل کی قسم: فعل مضارع، مجہول
- باب: ثلاثی مجرد (باب نصر–بَلَا يبلو)
- معنی: آزمایا جائے گا
- مصدر: بَلاء (آزمائش)
- فعل ماضی: بَلَا (اس نے آزمایا)

❖ السَّرَائِرُ[4]

- اصل مادہ: س ر ر
- قسم: اسم (جمع)
- معنی: راز

---

[4] السِّرُّ : من الأَسْرار التي تكتم.
والسر : ما أَخْفَيْتَ ، والجمع أَسرار.
ورجل سِرّيٌّ : يصنع الأَشياءَ سِرّاً من قوم سِرِّيّين.
والسرِيرةُ : كالسِّرّ ، والجمع السرائرُ.
الليث : السرُّ ما أَسْرَرْتَ به.
والسريرةُ : عمل السر من خير أَو شر.
وأَسَرَّ الشيء : كتمه وأَظهره ، وهو من الأَضداد ، سرَرْتُه : كتمته ، وسررته : أَعْلَنْته ، والوجهان جميعاً يفسران في قوله تعالى : وأَسرُّوا الندامةَ ؛ قيل : أَظهروها ، وقال ثعلب : معناه أَسروها من رؤسائهم ؛ قال ابن سيده : والأَ . . .
المزيد
المعجم: لسان العرب

- واحد:السرِیرۃُ

نوٹ:السرِیرۃُ کالسِّرِّ، الجمع السرائرُ اسْمٌ، مُؤَنَّثُ، جَمْعُ تَكْسِيرٍ لِلْكَثْرَةِ، صِيغَةُ مُنْتَهَى الْجُمُوعِ

10 . فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ

ترجمہ:-پھر انسان کے پاس نہ کوئی طاقت ہو گی اور نہ کوئی مدد گار

❖ قُوَّةٍ

- اصل مادہ:ق وي / ق و و[6]
- قسم:اسم (واحد)
- معنی:طاقت، قوت
- جمع:قُوًّى

❖ نَاصِرٍ

- اصل مادہ:ن ص ر
- قسم:اسم فاعل (فاعل اسم)
- معنی:مدد گار، معاون
- جمع:ناصرون

11 . وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ

ترجمہ:-قسم ہے اس آسمان کی جو لوٹانے والا ہے (بارش)

❖ الرَّجْعِ

---

[5] وإن كان الفعل معتل العين واللام معًا، وحرف العلة فيهما هو "الواو"؛ مثل: قَوِيَ "من القوة، أصله: قوو"، فإن الواو الأولى تتحرك بالكسرة؛ فقلبت بعدها الواو الثانية ياء؛ فتصير؛ "قوي" فكأن الفعل بقي على حاله

[6] مِنَ الْفِعْلِ الثُّلَاثِيّ: (قَوِيَ يَقْوَى)، مِنْ بَابِ: (عَلِمَ يَعْلَمُ)، مِنْ مَادَّةِ: (قوو).

- اصل مادہ: ر ج ع
- قسم: مصدر (اسم فعلی)
- معنی: لوٹانا، بارش کا چکر
- فعل ماضی: رَجَعَ (وہ واپس آیا)
- فعل مضارع: يَرْجِعُ (وہ واپس آتا ہے)

12 . وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ

ترجمہ:- اور اس زمین کی جو پھٹنے والی ہے

❖ الصَّدْعِ[7]

•[7]

صدع

الصَّدْعُ : الشَّقُّ في الشيءِ الصُّلْبِ كالزُّجاجةِ والحائِطِ وغيرهما ، وجمعه صُدُوعٌ ؛ قال قيس ابن ذريح : أَيا كَبِداً طارتْ صُدُوعاً نَوافِذاً ، ❁❁❁ ويا حَسْرَتا ماذا تَغَلْغَلَ بِالْقَلْبِ ؟ ذهب فيه أَي أَن كل جزء منها صار صَدْعاً ، وتَأْوِيل الصَّدْعِ في الزجاج أَن يَبِينَ بعضُه من بعض .

وصَدَعَ الشيءَ يَصْدَعُه صَدْعاً وصَدَّعَه فانْصَدَعَ وتَصَدَّعَ : شَقّه بنصفين ، وقيل : صَدّعه شقّه ولم يفترق .

وقوله عز وجل : يومئذ يَصَّدَّعُون ؛ قال الزجاج : معناه يَتَفَرَّقُون فيصيرون . . .

المزيد

المعجم: لسان العرب

صَدْعُ

ـ صَدْعُ: الشَّقُّ في شيءٍ صُلْبٍ، والفِرْقَةُ من الشيء، سُمِّيَتْ بالمَصْدَرِ، والرجلُ الخفيفُ اللحمِ، ونباتُ الأرضِ.

الناسُ عليهم صَدْعٌ واحدٌ: مُجْتَمِعونَ بالعَداوة،

ـ صِدْعُ: الجماعةُ من الناسِ، والشُّقَّةُ من الشيء،

ـ صِدْعَةُ: الصِّرْمَةُ من الإِبِلِ، والفِرْقَةُ من الغَنَمِ، والنِّصْفُ من الشيء المَشْقوقِ نِصْفَين، كالصَّديعِ، فيهما،

ـ قوله تعالى: ﴿فاصْدَعْ بما تُؤْمَرُ﴾، أي: شُقَّ جماعاتِهِم بالتَّوْحيد، أو اجْهَرْ بالقُرْآن، أو أظهِرْ، أو احْكُمْ بالحَقِّ وافْصِلْ بالأمْر . . .

المزيد

المعجم: القاموس المحيط

صدع

صدع - يصدع ، صدعا

- اصل مادہ: ص د ع
- قسم: مصدر (اسم فعلی)
- معنی: پھٹنا، ٹوٹنا
- فعل ماضی: صَدَعَ (پھٹا)
- فعل مضارع: يَصْدَعُ (وہ پھٹتا ہے) سرر

-١صدع الشيء : شقه ولم يفرقه «صدع الحائط». ٢- صدع الزجاج : كسره. ٣- صدع النبات الأرض : شقها وخرج منها.
٤- صدع القوم : فرقهم. ٥- صدع الأمر : كشفه، بينه. ٦- صدع بالحق أو بالحجة : تكلم بهما جهارا وعلانية، أعلنهما.
٧- صدع الأمر بالحق : فصله بالعدل. ٨- صدعه عن الأمر : صرفه، منعه. ٩- صدع في الأمر : مضى. ١١- صدعه : قصد
: هلكرمه. ١٢- صدع في المكان : مر. ١٣- صدع الأرض : قطعها.

الصَّدْعُ الصَّدْعُ : الشقُّ في الشيءِ الصُّلب.

وفي التنزيل العزيز: الطارق آية ١٢وَالأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ)) . والجمع : صُدُوعٌ.

المعجم: المعجم الوسيط

صدَعَ

صدَعَ / صدَعَ بـ يَصدَع ، صَدْعًا ، فهو صادِع ، والمفعول مَصْدوع وصديع-:

•صدَع الحائط ونحوَه شقَّه، كسره دون انفصال أجزائه :-بناءٌ مَصْدوعٌ، - صَدَع الزّجاجَ [مثل]: يُضرب لما يُجبر ولا يلتئم.

•صدَعه عن الشَّيء: صرَفه عنه :-صدعَ الأبُ ابنَه عن اللهو.

•صدَع بالأمر: أظهرَهُ، بيَّنه وجهر به دون خوفٍ :-صَدَع بالحقِّ، - ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾: أظْهِر دِينَك، افرق بذلك بين الحقّ والباطل.

المعجم: اللغة العربية المعاصر

صدّع الشّخص

صُدِعَ، أصابه وجعٌ في رأسه، أصابه الصُّداعُ :- ﴿لاَ يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلاَ يُنْزِفُونَ﴾.

المعجم: عربي عامة

صَدَعَ صَدَعَ النباتُ الأرضَ صَدَعَ. صَدْعًا: شَقَّها وظَهَرَ منها.

و صَدَعَ الزجاجَ ونحوه: كسره.

و صَدَعَ المسافرُ الفلاةَ: قطعها.

و صَدَعَ القومَ: فَرَّقَهُمْ.

و صَدَعَ الأمرَ، وبه: بيَّنه وجهر به.

وفي التنزيل العزيز: الحجر آية ٩٤فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ.

المعجم: المعجم الوسيط

چوتھا حصہ

(سورۃ الطارق کے موضوعات
اور عنوانات سے متعلق آیات)

چوتھا حصہ (سورۃ الطارق کے موضوعات اور عنوانات سے متعلق آیات)

قرآن کی ان آیات کا مجموعہ جو کسی خاص موضوع یا عنوان سے متعلق ہیں۔ اس حصے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ہم کس طرح قرآن کی دیگر متعلقہ آیات کے ذریعے بہتر سمجھ سکتے ہیں اس موضوع کو۔

یہ طریقہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ جب ہم کسی موضوع یا عنوان پر غور کرتے ہیں تو قرآن کی مختلف آیات کو جمع کر کے، ان کے درمیان تعلق کو سمجھ کر، ہم اس موضوع کی گہرائی میں جاسکتے ہیں اور اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح ایک ہی موضوع پر قرآن کی مختلف آیات کو جمع کرنا، اس موضوع کی مکمل اور جامع تفہیم میں مدد دیتا ہے۔

4.إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

ترجمہ:-کوئی جان نہیں مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے

متعلقہ آیات:

❖ 1.وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ

- "اور یقیناً تم پر نگہبان مقرر ہیں، معزز لکھنے والے۔"(سورۃ الانفطار:10-11)

❖ 2.لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

- "اس کے لیے اس کے آگے اور پیچھے سے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔"(سورۃ الرعد: 11)

5.فَلْيَنْظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ

ترجمہ:-پس انسان کو چاہیے کہ دیکھے وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا

متعلقہ آیات:

❖ 1.قُتِلَ الْإِنسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۝ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۝ مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ

- "ہلاک ہو انسان! وہ کتنا ناشکرا ہے۔ کس چیز سے اسے پیدا کیا؟ ایک قطرہ سے اسے پیدا کیا پھر اس کا اندازہ مقرر کیا۔"(سورۃ عبس:17-19)

❖ 2.أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ

- "کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟"(سورۃ المرسلات:20)

6.خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ

ترجمہ:-وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی (قطرے) سے پیدا کیا گیا

متعلقہ آیات:

❖ 1 .إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ

- "یقیناً ہم نے انسان کو ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا تا کہ ہم اسے آزمائیں۔"(سورۃ الانسان:2)

❖ 2.وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى ۝ مِن نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنَى

- "اور یہ کہ اسی نے جوڑا پیدا کیا، نر اور مادہ، ایک قطرہ سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے۔"(سورۃ النجم:45-46)

7.يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ

ترجمہ:-جو ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

متعلقہ آیات:

❖ 1.خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ

- "اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا، پھر وہ کھلا جھگڑالو بن گیا۔"(سورۃ النحل:4)

❖ 2.يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ . . .

- "اے لوگو! اگر تمہیں دوبارہ زندہ کیے جانے میں شک ہے تو ہم نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفہ سے پیدا کیا..."(سورۃ الحج:5)

8.إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ

ترجمہ:-یقیناً وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے

متعلقہ آیات:

❖ 1.قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ

- "کہہ دو: انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا، اور وہ ہر تخلیق کو خوب جانتا ہے۔"(سورۃ یٰس: 79)

❖ 2.وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

- "اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر اسے دوبارہ لوٹاتا ہے۔"(سورۃ الروم:27)

9. يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ

ترجمہ:- جس دن سب راز ظاہر کر دیے جائیں گے

متعلقہ آیات:

❖ 1.يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ

- "وہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے راز جانتا ہے۔"(سورۃ غافر:19)

❖ 2.وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ

- "اور جو کچھ سینوں میں ہے وہ ظاہر کر دیا جائے گا۔"(سورۃ العادیات:10)

10. فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ

ترجمہ:- پھر انسان کے پاس نہ کوئی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مددگار

متعلقہ آیات:

❖ 1.يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ

- "جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے۔"(سورۃ الشعراء:88)

❖ 2.وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا

- "اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی دوسرے کے لیے کچھ بھی نہ دے سکے گا۔"(سورۃ البقرہ:48)

11. وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ

ترجمہ:- قسم ہے اس آسمان کی جو لوٹانے والی ہے (بارش)

متعلقہ آیات:

❖ 1.أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ

- "کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اسے زمین میں چشموں کی صورت جاری کر دیتا ہے؟"(سورۃ الزمر:21)

❖ 2.اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا

- "اللہ ہی ہے جو ہوائیں چلاتا ہے، پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں۔"(سورۃ الروم:48)

12.وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ

ترجمہ:-اور اس زمین کی جو پھٹنے والی ہے

متعلقہ آیات:

❖ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ

- "تم زمین کو مردہ دیکھتے ہو، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ پھٹتی ہے اور پھول جاتی ہے۔"(سورۃ الحج:5)

13.إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ

ترجمہ:-یقیناً یہ(قرآن)فیصلہ کن کلام ہے

متعلقہ آیات:

❖ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

- "بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کو ان کے بیشتر اختلافات کا فیصلہ سناتا ہے۔"(سورۃ النمل:76)

15 . إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا

ترجمہ:-یقیناً وہ(کفار)سازشیں کر رہے ہیں

متعلقہ آیات:

❖ 1.وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ

- "انہوں نے اپنی چالیں چلیں، لیکن ان کی چالیں اللہ کے پاس(محفوظ)ہیں۔"(سورۃ ابراہیم:46)

16 . وَأَكِيدُ كَيْدًا

ترجمہ:-اور میں (اللہ) بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں

متعلقہ آیات:

❖ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

- "انہوں نے چال چلی اور اللہ نے بھی چال چلی، اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔"(سورۃ آل عمران:54)

17 . فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا

ترجمہ:-پس کافروں کو مہلت دے دو، انہیں تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دو

متعلقہ آیات:

❖ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ

- "انہیں چھوڑ دو کہ کھائیں پیئیں اور آرام کریں، امید انہیں غفلت میں ڈالے گی، پھر وہ جان لیں گے۔"(سورۃ الحجر: 3)

❖ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ

- "ہرگز نہ سمجھو کہ اللہ ظالموں کے اعمال سے بے خبر ہے، وہ تو انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس دن آنکھیں پتھرا جائیں گی۔"(سورۃ ابراہیم:42)

A. آسمان اور ستارے / فلکی نشانیاں

﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾[الطارق:1]

"قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے ستارے کی۔"

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾[البروج:1]

"قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔"

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾[الأنعام:97]

"وہی ہے جس نے تمہارے لیے ستارے بنائے تاکہ تم خشکی و سمندر کی تاریکیوں میں ان کے ذریعے راستہ پاؤ۔"

﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ﴾[الملک:5]

"اور یقیناً ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے آراستہ کیا۔"

B. انسان کی تخلیق / حقیقتِ انسان

﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ﴾[الطارق:5-6]

"پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا، وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا۔"

﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾[الإنسان:1]

"کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا؟"

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ﴾ [الحج:5]

"اے لوگو! اگر تمہیں اٹھائے جانے میں شک ہے تو (سوچو کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے، پھر نطفہ سے پیدا کیا۔"

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً﴾[المؤمنون:12-13]

"اور یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا، پھر اسے نطفہ بنایا۔"

﴿قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۝ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۝ مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ﴾ [عبس:17-19]

"خدا مارے انسان کو، وہ کتنا بڑا ناشکرا ہے! اسے کس چیز سے پیدا کیا؟ نطفہ سے، پھر اسے ٹھیک بنایا اور اندازہ مقرر کیا۔"

C. بعث بعد الموت / قیامت کی ناگزیریت

﴿إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ﴾[الطارق:8-9]

"بے شک وہ اسے دوبارہ لوٹانے پر ضرور قادر ہے، جس دن چھپی ہوئی باتیں آزمائی جائیں گی۔"

﴿وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾[الروم:27]

"وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر دوبارہ پیدا کرے گا، اور یہ اس پر (پہلی بار سے) آسان تر ہے۔"

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾[الأنبياء:104]

"جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح پھر اعادہ کریں گے۔"

﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ﴾[التغابن:7]

"کافروں کا گمان ہے کہ انہیں ہرگز نہیں اٹھایا جائے گا، کہہ دیجیے: کیوں نہیں! میرے رب کی قسم، ضرور تم اٹھائے جاؤ گے۔"

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ﴾[یس:51]

"اور صور میں پھونکا جائے گا تو یکایک وہ قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑتے ہوں گے۔"

D. اللہ کا کامل علم، نگرانی، حساب

﴿إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾[الطارق:4]

"کوئی بھی جان ایسی نہیں جس پر نگران مقرر نہ ہو۔"

﴿أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى﴾[العلق:14]

"کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟"

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾[ق:18]

"وہ کوئی بات زبان سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگراں تیار موجود ہوتا ہے۔"

﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾[غافر:19]

"وہ آنکھوں کی چوری اور سینوں کے چھپے راز سب جانتا ہے۔"

﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ﴾[الطارق:9]

"جس دن راز ظاہر کیے جائیں گے۔"

E. قرآن کی صداقت / کلامِ فصل

﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾[الطارق:13-14]

"بے شک یہ فیصلہ کن کلام ہے، اور یہ کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے۔"

﴿إِنَّهُمْ لَيَكِيدُونَ كَيْدًا ۞ وَأَكِيدُ كَيْدًا﴾ [الطارق:15-16]

"یقیناً وہ (کافر) چالیں چل رہے ہیں، اور میں بھی (ان کے مقابل) ایک چال چل رہا ہوں۔"

﴿تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ﴾[یوسف:1]

"یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔"

﴿وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ۞ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾[فصلت:41-42]

"اور بے شک یہ بڑی عزت والی کتاب ہے، اس کے پاس باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے۔"

﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ ۞ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۞ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الحاقة:41-43]

"اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں، تم بہت کم ایمان رکھتے ہو، نہ کسی کاہن کا کلام ہے، تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو، یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔"

F. منکرینِ آخرت / عذاب اور مہلت

﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۞ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۞ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا﴾ [الطارق:15-17]

"بے شک وہ چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی چال چل رہا ہوں، پس کافروں کو مہلت دے، انہیں ذرا سی ڈھیل دے۔"

﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾[الحجر:3]

"انہیں چھوڑ دو، وہ کھائیں، فائدے اٹھائیں، اور (طویل) آرزو انہیں غافل رکھے، عنقریب وہ جان لیں گے۔"

﴿وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا﴾[المزمل:11]

"اور مجھے اور نعمت والے جھٹلانے والوں کو (اکیلا) چھوڑ دے، اور انہیں تھوڑی مہلت دے۔"

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ﴾[الروم:60]

"پس صبر کیجیے، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے آپ کو (حق سے) ہلکا نہ کر دیں۔"

﴿وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ﴾[الرعد:6]

"اور یقیناً آپ کا رب لوگوں پر ان کے ظلم کے باوجود بخشش والا بھی ہے، اور یقیناً آپ کا رب سخت عذاب دینے والا بھی ہے۔"

پانچواں حصہ

(تفسیر بالقرآن)

پانچواں حصہ (تفسیر بالقرآن)

تفسیر بالقرآن: سورۃ الطارق آیات 4، 15-16

آیت 4: إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

ترجمہ: "کوئی جان نہیں مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے۔"

تفسیر: ہر نفس پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ مقرر ہے جو اسے مصائب سے بچاتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

"لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ"(الرعد:11)

یہ آیت قسم کا جواب ہے: ہر انسان پر ایک محافظ (فرشتہ) مقرر ہے۔

سوال: کیا یہ محافظ اعمال کی نگرانی کرتا ہے یا شخص کی حفاظت؟

❖ ابن کثیر رحمہ اللہ:

فرشتے انسان کو تقدیر کے آنے تک خطرات، شیاطین اور مصائب سے بچاتے ہیں، جیسا کہ آیت (الرعد: 11) میں ہے۔

❖ ابن جریر طبری رحمہ اللہ:

"حافظ" سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اعمال لکھتے اور محاسبت کرتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

"وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ"(الانفطار:10-11)

❖ بعض علماء:

"حافظ" در حقیقت اللہ خود ہے جو بندوں کے حالات کا علم رکھتا اور ان کے اعمال کا محافظ ہے۔

آیات 15-16: إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا

ترجمہ: "یقیناً وہ (کفار) سازشیں کر رہے ہیں، اور میں (اللہ) بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔"

متعلقہ آیات:

1. سورۃ الاعراف: 183

وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ

"میں انہیں مہلت دیتا ہوں، بے شک میری تدبیر مضبوط ہے۔"

2. سورۃ ھود: 102

وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

"جس طرح تمہارا رب بستیوں کو پکڑتا ہے جب وہ ظالم ہوں، یقیناً اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے۔"

3. حدیث (صحیح مسلم 2583):

"إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ"، ثُمَّ قَرَأَ: "وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ، إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ"

"اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے، لیکن جب پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔" پھر آپ ﷺ نے آیت (ھود: 102) تلاوت کی۔

خلاصہ:

- کفار کی سازشیں اللہ کی تدبیر کے سامنے بے اثر ہیں۔
- اللہ ظالموں کو عارضی مہلت دیتا ہے، لیکن اس کی پکڑ ناقابلِ فرار ہے۔

چھٹا حصہ

(سورۃ الطارق کے موضوعات

اور عنوانات سے متعلق احادیث)

چھٹا حصہ (سورۃ الطارق کے موضوعات اور عنوانات سے متعلق احادیث)

وہ احادیث کا مجموعہ جو ارشد بشیر مدنی نے جمع کی ہیں

Unit 27: Creation of Man, Oath by the Heavens and Stars, and Resurrection (Verses 1-10)– (1)HUMAN CREATION FROM FLUID (SPERM)

عن أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُو آدَمَ عَلَى قَدْرِ الْأَرْضِ جَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ، وَالْأَبْيَضُ، وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ وَالسَّهْلُ، وَالْحَزْنُ، وَالْخَبِيثُ، وَالطَّيِّبُ"، زَادَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى وَبَيْنَ ذَلِكَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ .[8]

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جس کو اس نے ساری زمین سے لیا تھا، چنانچہ آدم کی اولاد اپنی مٹی کی مناسبت سے مختلف رنگ کی ہے، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی کالا اور کوئی ان کے درمیان، کوئی نرم خو، تو کوئی درشت خو، سخت گیر، کوئی خبیث تو کوئی پاک باز"۔

Unit 28: Allah's Oath and the Truthfulness of the Quran (Verses 11-14) .1Quran's Authenticity and Divine Origin

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ

---

[8] (سنن ابي داود، كِتَاب السُّنَّةِ، باب فِي الْقَدَرِ: 4693،سنن الترمذى/تفسيرالقرآن 3(2955)،(تحفة الأشراف:9025)،وقد أخرجه: مسند احمد(4/400،406)،قال الشيخ الألباني: صحيح

سنن ابي داود، کتاب: سنتوں کا بیان، باب: تقدیر (قضاء وقدر) کا بیان۔ حدیث نمبر: 4693، سنن الترمذی/ تفسیر القرآن 3 (2955)، (تحفۃ الأشراف: 9025)، مسند احمد (4/400،406)، شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

Sunan Abi Dawud, Model Behavior of the Prophet (Kitab Al-Sunnah), Chapter: Belief In Divine Decree, Hadith No: 4693

وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ ". [9]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھا دی جائے گی، میں نہیں کہتا "الم" ایک حرف ہے، بلکہ "الف" ایک حرف ہے، "لام" ایک حرف ہے اور "میم" ایک حرف ہے"۔

Unit 29: Warning to Disbelievers and Plotting of the Quraysh (Verses 15-17)

.1Plotting Against the Prophet ﷺ and the Believers

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ:" مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ". [10]

---

[9] (سنن ترمذي،كتاب فضائل القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مَا جَاءَ فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْآنِ مَا لَهُ مِنَ الأَجْرِ:2910،تفرد به المؤلف (تحفة الأشراف:9547)، وَيُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَرَوَاهُ أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَفَعَهُ بَعْضُهُمْ وَوَقَفَهُ بَعْضُهُمْ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، سَمِعْت قُتَيْبَةَ بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: بَلَغَنِي أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرَظِيَّ وُلِدَ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ يُكْنَى أَبَا حَمْزَةَ. قال الشيخ الألباني: صحيح تخريج الطحاوية(139)،المشكاة(2137)

(سنن ترمذي، کتاب: قرآن کریم کے مناقب و فضائل، باب: جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اس کے ثواب کا بیان۔ حدیث نمبر: 2910، امام ترمذی کہتے ہیں: 1۔ یہ حدیث اس سند کے علاوہ دوسری سند سے بھی ابن مسعود سے روایت کی گئی ہے، 2۔ اس حدیث کو ابوالاحوص نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ بعض نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بعض نے اسے ابن مسعود سے موقوفاً روایت کیا ہے، 3۔ یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے، اس حدیث کو کتب ستہ کے محدثین میں سے صرف ترمذی نے روایت کیا ہے (تحفة الأشراف: 9547)، شیخ البانی نے "تخريج الطحاوية" (139) اور "المشكاة" (2137) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔

Jami` at-Tirmidhi, Chapters on The Virtues of the Qur'an, Chapter: What Has Been Related Regarding Reciting A Letter Of The Qur'an And The Reward For That, Hadith 2910

[10] (صحيح البخاري، كِتَاب الرِّقَاقِ، بَابُ التَّوَاضُعِ:6502)

سیدنا ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔"

1. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی، میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔" یہ حدیث اللہ کی طرف سے مومنوں کی حفاظت کو ظاہر کرتی ہے اور ان لوگوں کے لیے وارننگ ہے جو مومنوں کے خلاف سازش کرتے ہیں، جیسے قریش نے نبی ﷺ کے خلاف کی تھی۔[11]

2. مومنوں کے لیے تسلی اور ظالموں کے لیے وارننگ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے، لیکن جب اسے پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔" یہ حدیث ان لوگوں کے لیے انتباہ ہے جو نبی ﷺ اور ان کے ماننے والوں کے خلاف

صحیح بخاری / کتاب: دل کو نرم کرنے والی باتوں کے بیان میں / باب: عاجزی کرنے کے بیان میں۔ حدیث نمبر: 6502

Sahihul Bukhari, The Book of Ar-Riqaq (Softening of The Hearts), Chapter. The humility or modesty or lowliness (to lower oneself), Hadith No:2650

[11] (صحیح البخاری 6502)

سازش کرتے ہیں، اور اللہ کے عدل کو ظاہر کرتی ہے۔[12]

سورۃ الطارق کی آیات سے متعلق احادیث

4.إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

ترجمہ:-کوئی جان نہیں مگر اس پر ایک نگہبان مقرر ہے۔

متعلقہ حدیث

پہلی حدیث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"تم میں رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں، اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو رات میں تمہارے ساتھ رہے، اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ اللہ ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے): تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں: ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم آئے تو بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔"[13]

دوسری حدیث:

"بائیں طرف والا فرشتہ مسلمان بندے کے گناہ پر چھ گھنٹے قلم روک لیتا ہے، اگر وہ توبہ اور استغفار کر لے تو اسے مٹا دیتا ہے، ورنہ ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔"[14]

6.خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ

ترجمہ:-وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی (قطرے) سے پیدا کیا گیا۔

---

12 (صحیح مسلم2583)

13 (صحیح البخاری555، صحیح مسلم632)

14 (صحیح الجامع2097، طبرانی، ابونعیم، بیہقی)

متعلقہ حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"اللہ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، وہ کہتا ہے: اے رب! نطفہ، اے رب! علقہ، اے رب! مضغہ۔ پھر جب اللہ اس کی تخلیق مکمل کرنا چاہے تو فرشتہ پوچھتا ہے: اے رب! یہ لڑکا ہو گا یا لڑکی؟ بدبخت یا خوش نصیب؟ اس کا رزق کیا ہو گا؟ اس کی عمر کتنی ہو گی؟ یہ سب کچھ ماں کے پیٹ میں ہی لکھ دیا جاتا ہے۔" (متفق علیہ: صحیح البخاری)

7. يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ

ترجمہ:- جو ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے

متعلقہ حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ کے طور پر جمع کی جاتی ہے، پھر اتنی ہی مدت میں وہ علقہ (خون کا لوتھڑا) بنتا ہے، پھر اتنی ہی مدت میں گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے۔ پھر اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیتا ہے: اس کے اعمال، اس کا رزق، اس کی عمر، اور یہ کہ وہ بدبخت ہو گا یا خوش نصیب۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے..."[15]

اس حدیث میں انسانی تخلیق کے مراحل بیان کیے گئے ہیں:

- پہلے چالیس دن نطفہ
- پھر چالیس دن علقہ
- پھر چالیس دن مضغہ
- پھر فرشتہ آکر اعمال، رزق، عمر اور انجام لکھتا ہے
- پھر روح پھونکی جاتی ہے

---

15 (صحیح البخاری 3208، مسلم 2643)

تقدیر اور انجام کا معاملہ اللہ کے علم اور فیصلے کے مطابق ہے، اور انسان کے اعمال کا انجام اسی پر منحصر ہے کہ اللہ نے اس کے لیے کیا لکھا ہے۔

یہ حدیث ایمان بالقدر (تقدیر پر ایمان) اور اعمال کے انجام پر تاکید کرتی ہے۔

8.إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ

ترجمہ:-یقیناً وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

متعلقہ حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

نبی ﷺ نے فرمایا: "تم قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے..."[16]

یہ حدیث قیامت کے دن دوبارہ زندہ کیے جانے (بعث بعد الموت) پر ایمان اور اس کی شدت و ہولناکی کو بیان کرتی ہے۔

9.يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ

ترجمہ:- جس دن سب راز ظاہر کر دیے جائیں گے۔

متعلقہ حدیث

نبی ﷺ نے فرمایا:

"ہر غدار کے لیے قیامت کے دن اس کی پیٹھ پر ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے گا، اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔" (صحیح البخاری)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن ہر چھپی ہوئی بات اور راز ظاہر کر دیے جائیں گے، اور ہر غدار کو اس کے عمل کے مطابق رسوا کیا جائے گا۔

---

16 (صحیح البخاری 6527، صحیح مسلم 2859)

A. آسمان اور ستارے / فلکی نشانیاں

1) سورج و چاند کی نشانی اور قیامت کی یاد دہانی

«إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ»

(صحیح البخاري، کتاب الکسوف، حدیث 1048؛ صحیح مسلم، کتاب الکسوف، حدیث 901)

ترجمہ: "یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ نہ کسی کے مرنے یا جینے پر گرہن لگتے ہیں، بلکہ اللہ ان دونوں کے ذریعے اپنے بندوں کو (قیامت سے) ڈراتا ہے۔"

2) آسمان لپیٹے جانے کی خبر

((يَطْوِي اللَّهُ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ))[17]

(صحیح مسلم، كتاب صفة القيامة والجنة والنار، حدیث 2788)

ترجمہ: "اللہ قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ لے گا، پھر انہیں اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں ہی بادشاہ ہوں..."

3) آسمان کی زینت ستارے

عن قتادة قال: «إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ: زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا»(أثرٌ صحيح، أخرجه البخاري تعليقًا في صحيحه، كتاب بدء الخلق)

ترجمہ: قتادہ کہتے ہیں: "اللہ نے یہ ستارے تین مقصد کے لیے پیدا کیے: آسمان کی زینت، شیاطین پر رَجم (پتھراؤ)،

---

[17] يَطْوِي اللَّهُ السماواتِ يومَ القيامةِ ، ثم يَأْخُذُهُنَّ بيدِه اليُمْنَى ، ثم يقولُ : أنا المَلِكُ أين الجَبَّارُونَ ؟ أين المُتَكَبِّرُونَ ؟ ثم يَطْوِي الْأَرَضِينَ ، ثم يَأْخُذُهن بشمالِه ، ثم يقولُ : أنا المَلِكُ أين الجَبَّارُونَ ؟ أين المُتَكَبِّرُونَ. الراوي : عبدالله بن عمر وأبو هريرة |المحدث : الألباني |المصدر : صحيح الجامع
الصفحة أو الرقم | ٨١٠١ :خلاصة حكم المحدث : صحيح. [حكم الشيخُ بنَكَارَةِ لفظة " بشمالِه " ، انظر " السلسلة الصحيحة " : رقم٣١٣٦]

اور راستہ پانے کی علامتیں۔"

4) ستاروں کے ذریعہ ہدایت

عن قتادة قال: «إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ: زِينَةً لِلسَّمَاءِ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا»(أثرٌ صحيح، أخرجه البخاري تعليقًا في صحيحه، كتاب بدء الخلق)

5) ٹوٹتے ستارے (شہاب) اور آسمانی حفاظت

«إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ، ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ... فَيَسْتَرِقُ السَّمْعَ الشَّيْطَانُ فَيُرْمَى، فَيُلْقِيهِ عَلَى وَلِيِّهِ، فَيَكْذِبُ مَعَهُ مِائَةَ كَذْبَةٍ» (صحیح البخاري، کتاب بدء الخلق، حدیث 4800؛ صحیح مسلم، حدیث 2229)[18]

---

[18] إذا قَضَى اللَّهُ الأمْرَ في السَّماءِ، ضَرَبَتِ المَلائِكَةُ بأَجْنِحَتِها خُضْعانًا لِقَوْلِهِ كالسِّلْسِلَةِ علَى صَفْوانٍ -قالَ عَلِيٌّ: وقالَ غَيْرُهُ: صَفْوانٍ يَنْفُذُهُمْ ذلكَ- فإذا فُزِّعَ عن قُلُوبِهِمْ، قالوا: ماذا قالَ رَبُّكُمْ؟ قالُوا لِلَّذِي قالَ: الحَقَّ، وهو العَلِيُّ الكَبِيرُ، فَيَسْمَعُها مُسْتَرِقُو السَّمْعِ -ومُسْتَرِقُو السَّمْعِ هَكَذا واحِدٌ فَوْقَ آخَرَ؛ ووَصَفَ سُفْيانُ بيَدِهِ، وفَرَّجَ بيْنَ أصابِعِ يَدِهِ اليُمْنَى، نَصَبَها بَعْضَها فَوْقَ بَعْضٍ- فَرُبَّما أدْرَكَ الشِّهابُ المُسْتَمِعَ قَبْلَ أنْ يَرْمِيَ بها إلى صاحِبِهِ فيُحْرِقَهُ، ورُبَّما لَمْ يُدْرِكْهُ حتَّى يَرْمِيَ بها إلى الذي يَلِيهِ، إلى الذي هو أسْفَلُ منه، حتَّى يُلْقُوها إلى الأرْضِ - [وفي رواية]: حتَّى تَنْتَهي إلى الأرْضِ- فَتُلْقَى علَى فَمِ السَّاحِرِ، فَيَكْذِبُ معها مِئَةَ كَذْبَةٍ، فيُصَدَّقُ؛ فيَقولونَ: أَلَمْ يُخْبِرْنا يَومَ كَذا وكَذا يَكونُ كَذا وكَذا، فَوَجَدْناهُ حَقًّا؟ لِلْكَلِمَةِ الَّتي سُمِعَتْ مِنَ السَّماءِ. [وفي رواية]: إذا قَضَى اللَّهُ الأمْرَ، وزادَ: والكاهِنِ. [وفي رواية]: إذا قَضَى اللَّهُ الأمْرَ، وقالَ: علَى فَمِ السَّاحِرِ. [وفي رواية]: قُلتُ لِسُفْيانَ: إنَّ إنْسانًا رَوَى عَنْكَ، عن عَمْرٍو، عن عِكْرِمَةَ، عن أبِي هُرَيْرَةَ ويَرْفَعُهُ، أنَّه قَرَأَ: (فُرِّغَ)، قالَ سُفْيانُ: هَكَذا قَرَأَ عَمْرٌو، فلا أدْرِي سَمِعَهُ هَكَذا أمْ لا، قالَ سُفْيانُ: وهي قِراءَتُنا.

(الراوي : أبو هريرة | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاري الصفحة أو الرقم: ٤٧٠١ | خلاصة حكم المحدث : [صحيح] التخريج : من أفراد البخاري على مسلم)

اس حدیث کی شرح الدرر السنیۃ سے ملاحظہ فرمائیے: اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو تمام غیب کو جاننے والی ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر صرف اتنا، جتنا وہ خود چاہے اور جس طرح چاہے۔ جو کوئی بھی منجّموں اور جادوگروں میں سے غیب کی کسی چیز کے علم کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے؛ لہٰذا ہر عقل مند کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ کی کتاب میں جو کچھ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی ہے، اسی کو اختیار کرے۔ اسی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتا اور اسے مقدر کرتا ہے، یعنی مخلوق کے کسی امر کے بارے میں حکم دیتا ہے، تو فرشتے اپنے پروں کو مارتے ہیں، "خُضعاناً" یعنی وہ اللہ کے کلام کے سامنے سراپا جھک جانے والے، فرماں بردار اور اطاعت گزار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت وہ سنا جانے والا کلام اس آواز کی طرح ہوتا ہے جو کسی ہموار پتھر (صفوان) پر زنجیر کے پڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ "ینفذھم ذلک" یعنی اللہ جو کچھ حکم دیتا اور فیصلہ فرماتا ہے وہ اس کے فرشتوں تک نافذ و جاری ہو جاتا ہے۔ جب ان کے

ترجمہ: "جب اللہ آسمان میں کوئی حکم فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے کلام کے آگے پر مار کر جھک جاتے ہیں... پھر شیطان اس میں سے کچھ بات چرانے کی کوشش کرتا ہے تو شہاب سے اس پر پھینکا جاتا ہے، وہ اسے اپنے دوست کے دل پر ڈال دیتا ہے، اور اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔"

B. انسان کی تخلیق / حقیقتِ انسان

1) نطفہ سے تخلیق

«إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ...» (صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، حديث 3208؛ صحيح مسلم، حديث

دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے، یعنی ان کے دلوں سے خوف اٹھالیا جاتا ہے - جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مفہوم ہے: "یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں: حق فرمایا" (سبأ: 23) - اور ایک روایت میں "فُرِّغ" کی قرأت آئی ہے، کہا گیا کہ یہ قرأت شاذ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے عام قراءت کے موافق ہے۔

تو فرشتے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو مقرب فرشتے - مثلاً جبریل اور میکائیل - جواب میں کہتے ہیں: اللہ نے حق بات فرمائی، اور وہ "العلی الکبیر" ہے۔ "العلی" وہ ہے جو ہر اعتبار سے مطلق بلندی والا ہے: ذات میں بھی، قدر و صفات میں بھی، اور قہر میں بھی؛ وہی ہے جو عرش پر مستوی ہے، اور عظمت، کبریائی، جلال، جمال اور کمالِ تام کی تمام صفات کا جامع ہے، اور ان تمام میں انتہا و کمال اسی کی ذات پر ختم ہوتا ہے۔ "الکبیر" یعنی وہ عظیم کہ ہر چیز اس کے سامنے چھوٹی ہے، اور کوئی چیز اس سے بڑھ کر عظیم نہیں۔

اسی وقت جن و شیاطین میں سے مسترقو السمع (چوری سے سن گن لینے والے) اس کلمہ کو جو اللہ نے فرمایا، سن لیتے ہیں۔ "مسترق" اس چھپ کر سننے والے کو کہتے ہیں جو چوری چھپے سننے کی کوشش کرے، جیسے چور کرتا ہے۔ راویِ حدیث سفیان بن عیینہ نے ان سننے والوں کی کیفیت یوں بیان کی کہ وہ ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں، پھر انہوں نے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان فاصلہ کیا اور انہیں ایک کے اوپر دوسری کھڑی کر کے دکھایا (یعنی اوپر تلے چڑھ کر آسمان کی طرف ہوتے ہیں)۔

پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ شعلہ مارنے والا شہاب (چمکتا ہوا انگارہ) اس مستمع (سن گن لینے والے) کو اس سے پہلے جا لیتا ہے کہ وہ اس کلمہ کو اپنے ساتھی کی طرف پھینک سکے، تو وہ اسے جلا کر رکھ دیتا ہے؛ جیسا کہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا: "وہ ملأ اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے اور ہر طرف سے ان پر پھینکا جاتا ہے" (الصافات: 8)۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شہاب اسے اس وقت تک نہیں پکڑ تا جب تک وہ اس کلمہ کو اپنے سے نیچے والے کی طرف نہ پھینک دے، پھر وہ اس سے نیچے والے کو، یہاں تک کہ بات زمین تک پہنچ جاتی ہے، پھر وہ کلمہ جنوں اور شیاطین کے پیروکار ساحر کے منہ پر ڈال دی جاتی ہے، وہی منجّم (نجومی) ہوتا ہے، تو وہ اس ایک سچی بات کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی کچھ خبر سچی واقع ہو جاتی ہے، تو سننے والے (عوام) کہتے ہیں: کیا اس ساحر نے ہمیں فلاں دن یہ خبر نہیں دی تھی کہ ایسا ہو گا، اور ہم نے اسے سچا پایا؟ یہ ان خرافات کی کنایہ ہے جو ساحر بیان کرتا ہے۔ وہ اس ایک آسمانی سچی بات کی وجہ سے اس کے تمام بیانات کو سچا سمجھ لیتے ہیں۔ اس حدیث میں چند باتوں کی وضاحت ہے:

- اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس کے علو (بلندی) کا اثبات، اور یہ کہ وہ سبحانہ آسمان میں ہے (یعنی مخلوق سے جدا، اپنے عرش پر مستوی)۔

2643)

ترجمہ: "تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفہ کے طور پر جمع کی جاتی ہے، پھر اتنی ہی مدت تک علقہ، پھر اتنی ہی مدت تک مضغہ بنتا ہے..."

2) انسان اپنی اصل بھول جاتا ہے

يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي مَالِي، وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ؟[19] (صحیح مسلم، کتاب الزهد، حدیث 2958)

ترجمہ: "ابنِ آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال! حالانکہ تیرے مال میں سے حقیقتاً تیرا وہی ہے جو تونے کھا کر فنا کیا، پہن کر بوسیدہ کیا، یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔"

3) انسان کی کمزوری اور اس پر آسانی

«إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ...» (صحيح البخاري، کتاب الإيمان، حدیث 39)

ترجمہ: "یقیناً دین آسان ہے، اور کوئی شخص دین میں سختی کرے گا (غلو کرے گا) مگر دین اسے مغلوب کر دے گا (یعنی وہ خود تھک جائے گا)۔"

4) انسان کی حقیقت: چند لمحات کا مسافر

«كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ، أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ» (حدیث ابن عمر، صحيح البخاري، کتاب الرقاق، حدیث 6416)

ترجمہ: "دنیا میں ایسے رہو گویا تم اجنبی ہو، بلکہ (یوں سمجھو کہ) ایک راہ گزار مسافر ہو۔"

C. بعث بعد الموت / قیامت کی ناگزیریت

1) قبروں سے نکلنے اور حساب کے لیے کھڑے ہونے کی خبر

---

19 أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ وَهو يَقْرَأُ: ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾، قالَ: يقولُ ابنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، قالَ: وَهلْ لَكَ -يا ابْنَ آدَمَ- مِن مَالِكَ إِلَّا ما أَكَلْتَ فأفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فأبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فأمْضَيْتَ؟ !(الراوي : عبدالله بن الشخير | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم الصفحة أو الرقم: ٢٩٥٨ | خلاصة حكم المحدث : [صحيح] التخريج : من أفراد مسلم على البخاري)

«إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ...»(صحیح البخاري، کتاب الرقاق، حدیث 6527؛ صحیح مسلم، حدیث 2859)

ترجمہ: "تم قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے..."

2) انسان سے پانچ سوال

«لَا تَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ القِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ»(حسن، أخرجه الترمذي 2417، وصححه الألباني)

ترجمہ: "آدمی کے قدم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ ہو جائے: عمر کس چیز میں گزاری، جوانی کس میں بوسیدہ کی، مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور جو علم حاصل کیا اس پر عمل کیا یا نہیں؟"

3) اللہ کا "کن" کہنا اور قیامت کا برپا ہونا

«يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا آدَمُ... أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ...»(صحیح البخاري، کتاب الرقاق، حدیث 6530؛ صحیح مسلم، حدیث 222)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے آدم! آگ کے حصے والوں کو نکالو..." (پھر تفصیل آتی ہے کہ جہنم کے لیے کتنے لوگ ہوں گے)۔

4) "مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ"

شفاعت والی طویل حدیث میں:

«فَيُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ»(صحیح البخاري، کتاب التوحید، حدیث 7510؛ صحیح مسلم، حدیث 193)

ترجمہ: "پھر اللہ جہنم سے اس شخص کو نکالے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو گا۔"

D. اللہ کا کامل علم، نگرانی، حساب

1) مفاتح الغیب خمس ہیں

قال ﷺ: «مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ...» ثم قرأ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ...﴾ الآية (صحيح البخاري، كتاب التفسير، حديث 7379)

ترجمہ: "غیب کی کنجیاں پانچ ہیں، جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا... پھر آپ ﷺ نے آیت پڑھی: 'یقیناً اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے...'"

2) اللہ کی نظر و حفاظت: "احفظ الله يحفظك"

عن ابن عباس: قال ﷺ: «احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ...» (سنن الترمذي، حديث 2516، حسن صحيح)

ترجمہ: "اللہ (کے حدود) کی حفاظت کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے گا؛ اللہ (کے حقوق) کی حفاظت کرو، تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے..."

3) نیتوں کو جاننے والا اللہ

«إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ...» (صحيح البخاري، حديث 1؛ صحيح مسلم بمعناه)

ترجمہ: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے..." — اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ظاہر و باطن ہر چیز سے باخبر ہے، یہاں تک کہ نیتیں بھی اس کے علم میں ہیں۔

4) پنج سوال والی حدیث (علم و حساب کی تکمیل)

«... وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ» (وہی حدیث: "لا تزول قدما ابن آدم...") (الترمذي 2417، صححه الألباني)

ترجمہ: "(آدمی سے) یہ بھی پوچھا جائے گا کہ جو علم اس نے حاصل کیا، اس پر کیا عمل کیا؟" — یہ اللہ کے مکمل حساب اور نگرانی کا بیان ہے۔

E. قرآن کی صداقت / کلامُ فَصل

1) قرآن حجت ہے، تیرے حق میں یا تیرے خلاف

عن أبي مالك الأشعري:قال ﷺ: «... وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ»(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، حدیث 223)

ترجمہ: "...اور قرآن تیرے حق میں بھی حجت ہو سکتا ہے اور تیرے خلاف بھی۔"

2) قرآن شفیع اور مشفَّع

عن أبي أمامة:قال ﷺ: «اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ القِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ»(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، حدیث 804)

ترجمہ: "قرآن پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا۔"

3- قرآن سب سے بہتر کلام

قال ﷺ: «خَيْرُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ))[20](صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، حدیث 867)

ترجمہ: "سب سے بہترین کلام اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے..."

4) قرآن کو مضبوطی سے تھام لو

عن زيد بن أرقم:قال ﷺ: «إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ))

---

[20] كانَ رَسولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وَسَلَّمَ إذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، حتَّى كَأنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يقولُ: صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ، ويقولُ: بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ، وَيَقْرُنُ بيْنَ إصْبَعَيْهِ: السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، ويقولُ: أَمَّا بَعْدُ؛ فإنَّ خَيْرَ الحَديثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرُ الهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بدْعَةٍ ضَلَالَةٌ،

الراوي : جابر بن عبدالله | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم

الصفحة أو الرقم: ٨٦٧ | خلاصة حكم المحدث : [صحيح]

التخريج : أخرجه النسائي (١٥٧٨)، وابن ماجه (٤٥)، وابن حبان (١٠) جميعهم باختلاف يسير.

[21](جزء من حديث، أخرجه مسلم 2408)

ترجمہ: ”میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے تھام لو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب...“

[21] إنِّي تارِكٌ فيكُم ما إن تمسَّكتُمْ بِهِ لن تضلُّوا بَعدي أحدُهُما أعظَمُ منَ الآخرِ: كتابُ اللَّهِ حَبلٌ ممدودٌ منَ السَّماءِ إلى الأرضِ. وعِترتي أَهْلُ بيتي، ولَن يتفرَّقا حتَّى يَرِدا عليَّ الحوضَ فانظُروا كيفَ تخلُفوني فيهِما(الراوي : أبو سعيد الخدري وزيد بن أرقم | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي الصفحة أو الرقم: ٣٧٨٨ | خلاصة حكم المحدث : صحيح) التخريج : أخرجه الترمذي (٣٧٨٨) واللفظ له، وأحمد (١١١٠٤) باختلاف يسير

ساتواں حصہ

(تفسیر بالحدیث "وہ احادیث جو تفاسیر میں پائی جاتی ہیں")

ساتواں حصہ (تفسیر بالحدیث)

تفسیر بالحدیث: وہ احادیث جو تفاسیر میں پائی جاتی ہیں

آیات اور متعلقہ احادیث کا ترجمہ

10. فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ

ترجمہ:- پھر انسان کے پاس نہ کوئی طاقت ہو گی اور نہ کوئی مدد گار۔

متعلقہ حدیث:

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن بندے کے قدم نہیں ہلیں گے جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے:

1) عمر کے بارے میں: کس طرح گزاری؟

2) علم کے بارے میں: اس پر کیا عمل کیا؟

3) مال کے بارے میں: کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

4) جسم کے بارے میں: کس کام میں گھسایا؟"[22]

11. وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ

ترجمہ:- قسم ہے اس آسمان کی جو لوٹانے والی ہے (بارش)۔

متعلقہ حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب بارش ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنا کپڑا ہٹا لیا تا کہ بارش ان کی جلد کو چھو لے۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: 'کیونکہ یہ ابھی اپنے رب کے پاس سے آئی ہے۔'"[23]

---

[22] (جامع ترمذی:2417، حسن صحیح)

[23] (صحیح مسلم:898)

12 . وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ

ترجمہ:- اور اس زمین کی جو پھٹنے والی ہے۔

متعلقہ حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایک شخص ویران زمین سے گزر رہا تھا کہ اس نے بادل میں آواز سنی: 'فلاں کے باغ کو سیراب کر۔' بادل چل پڑا اور ایک پتھریلی زمین پر پانی برسایا۔ پانی نالوں میں بہنے لگا۔ وہ شخص پانی کے پیچھے چلا اور ایک باغ میں پہنچا جہاں مالک پانی موڑ رہا تھا۔ اس نے پوچھا: 'اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟' اس نے وہی نام بتایا جو بادل میں سنا تھا۔ مالک نے پوچھا: 'تم نے میرا نام کیوں پوچھا؟' اس نے کہا: 'میں نے بادل سے آواز سنی تھی۔ تم اس باغ سے کیا کرتے ہو؟' مالک بولا: 'میں پیداوار کا تخمینہ لگا کر تہائی صدقہ دیتا ہوں، تہائی اپنے اور اہل خانہ پر خرچ کرتا ہوں، اور تہائی دوبارہ باغ میں لگا دیتا ہوں۔'"[24]

14. وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

ترجمہ:- اور یہ (قرآن) کوئی مذاق نہیں۔

متعلقہ حدیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ناحق زمین کا ایک ٹکڑا لیا، قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔"[25]

تفسیر بالحدیث: سورۃ الطارق

1. تخلیق انسان اور اس کی حقیقت

حدیث:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[24] (صحیح مسلم، ریاض الصالحین: 561)

[25] (صحیح بخاری: 2454)

"إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ"[26]

تشریح:

- ❖ انسان کی تخلیق ماں کے رحم میں 40 دن نطفہ (سپرم) کی صورت، 40 دن علقہ (خون کا لوتھڑا)، 40 دن مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) کے مراحل سے گزرتی ہے۔
- ❖ پھر فرشتہ آکر چار باتیں لکھتا ہے:

1) اعمال
2) رزق
3) عمر
4) بدبختی یا خوش نصیب

- ❖ یہ حدیث سورۃ الطارق کی آیت "خُلِقَ مِن مَّآءٍ دَافِقٍ" (وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا) کی عملی تفسیر ہے۔
- ❖ امام ابن کثیر فرماتے ہیں: "یہ مراحل اللہ کی قدرت کاملہ کی نشانی ہیں، جو ابتدائی تخلیق پر قادر ہے، وہی موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے" (تفسیر ابن کثیر)۔

2. "إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا" (بے شک وہ سازش کرتے ہیں اور میں (اللہ) بھی سازش کرتا ہوں)

قرآنی آیات:

سورۃ الاعراف: 183:

"وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ"

(میں انہیں مہلت دیتا ہوں، بے شک میری تدبیر مضبوط ہے)۔

---

[26] (صحیح بخاری: 3208، صحیح مسلم: 2643)

سورۃ ھود:102:

"وَكَذَٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ"

(جس طرح تمہارا رب بستیوں کو پکڑتا ہے جب وہ ظالم ہوں، بے شک اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہے)۔

حدیث:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ"، ثُمَّ قَرَأَ: "وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ. . ."[27]

تشریح:

- ❖ کفار اور ظالم رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے، لیکن اللہ کا منصوبہ ان سے کہیں بالاتر ہے۔
- ❖ امام قرطبی فرماتے ہیں: "اللہ کی تدبیر کافروں کی سازشوں کو ناکام بناتی ہے، اور انہیں ان کے جرائم کی سزا دیتی ہے" (الجامع لأحکام القرآن)۔
- ❖ شیخ سعدی لکھتے ہیں: "اللہ کا انتقام ظالموں کو بظاہر مہلت دیتا ہے، لیکن جب پکڑتا ہے تو ناقابلِ فرار ہوتا ہے" (تیسیر الکریم)۔

خلاصہ

1. تخلیق انسان:

- ❖ انسانی تخلیق کے مراحل قرآن (سورۃ المؤمنون:12-14) اور حدیث (صحیح بخاری و مسلم) میں تفصیل سے بیان ہوئے۔
- ❖ یہ سورۃ الطارق کی آیات 5-8 کی عملی تفسیر ہے۔

2. اللہ کی تدبیر:

- ❖ کافروں کی سازشیں اللہ کے منصوبے کے سامنے بے اثر ہیں۔

---

[27] (صحیح مسلم:2583)

❖ سورۃ الطارق کی آیات 15-16 کو سورۃ الاعراف (183) اور سورۃ ھود (102) کی آیات اور صحیح مسلم کی حدیث (2583) سمجھاتی ہیں۔

"فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ" (سورۃ الروم:60)

(صبر کرو، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے)۔

الجامع الکامل سے بعض احادیث

سورۃ الطارق کی تفسیر

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھی اور سورۃ البقرۃ اور سورۃ النساء پڑھی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ! کیا تم فتنے ڈالنے والے ہو؟ تمہارے لیے یہ کافی نہ تھا کہ تم پڑھ لیتے: ﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ اور ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾۔"

یہ حدیث صحیح ہے: اسے نسائی نے "الکبریٰ" (11600) میں عمرو بن منصور کے واسطے سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ہمیں ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے مسعر سے، انہوں نے محارب بن دثار سے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اور انہوں نے اس واقعے کا ذکر کیا۔ (اس کی سند صحیح ہے)

اور اسے بخاری نے کتاب "الأذان" میں (705) کے تحت روایت کیا ہے: آدم بن ابی ایاس نے کہا: ہمیں شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے محارب بن دثار سے روایت کی، اور اس میں ایک طویل حدیث ہے، جس میں یہ آیا ہے: "کیوں نہ تم نے پڑھا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾، ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾" یہ حدیث۔

اور اس روایت میں "مغرب" کا ذکر نہیں آیا، بلکہ یہ زیادتی صرف مسعر نے محارب بن دثار سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت میں ذکر کی ہے، جو نسائی کے یہاں منقول ہے، اور مسعر بن کدام بن ظہیر ہلالی ثقہ و ثابت راوی ہیں، لہٰذا ان کی زیادتی مقبول ہے۔

آٹھواں اور نواں حصہ

(تفسیر صحابہ و تابعین)—(تفسیر بالرائے محمود)

آٹھواں اور نواں حصہ (تفسیر صحابہ و تابعین)-(تفسیر بالرائے محمود)

تفسیر صحابہ و تابعین کے اقوال سے (پانچ مشہور تفاسیر سے کچھ اقوال) اور تفسیر بالرائے محمود کے ساتھ

نوٹ: میں نے آٹھواں اور نواں حصہ ایک جگہ جمع کیا ہے کیونکہ میں نے اقوال صحابہ و تابعین جمع کیے اور ان میں سے کچھ اقوال تفسیر بالرائے المحمود پر مبنی پائے۔

8- تفسیر باقوال صحابہ و تابعین پانچ مشہور تفاسیر سے

9- تفسیر بالرائے المحمود

حصہ اول- غیر تفصیلی اور مختصر تفسیر، صحابہ و تابعین کے اقوال سے (تفسیر حکمت بشیر، طبری، ابن کثیر، بغوی، ابن ابی حاتم کی طرف رجوع کیا گیا ہے) سارے اقوال صحابہ، تابعین و تبع تابعین جو یہاں مذکور ہیں وہ شیخ حکمت بشیر (جو میرے مدینہ یونیورسٹی میں استاذ رہے ہیں) کی تحقیق کے مطابق صحیح یا حسن ہیں۔

سورۃ الطارق کی تفسیر

آیت 1-3:

اللہ تعالیٰ آسمان اور رات کو نمودار ہونے والے ستارے (الطارق) کی قسم کھاتا ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کے مطابق الطارق رات کو نمودار ہوتا ہے اور دن میں چھپ جاتا ہے۔ پھر اللہ نے خود ہی وضاحت فرمائی کہ الطارق سے مراد "النجم الثاقب" یعنی روشن ستارہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق النجم الثاقب سے مراد چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

آیت 4:

ہر جان پر ایک محافظ مقرر ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کے مطابق یہ محافظ فرشتے ہیں جو تمہارے اعمال، رزق اور عمر کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب انسان فوت ہوتا ہے تو اسے اس کے رب کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔ اسی مفہوم کو سورۃ الانفطار (آیات 10-12) میں بھی بیان کیا گیا: "تم پر معزز لکھنے والے محافظ مقرر ہیں جو تمہارے اعمال جانتے ہیں۔"

آیت 5-7:

انسان کو چاہیے کہ غور کرے وہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ کے مطابق "ماء دافق" سے مراد وہ منی

ہے جو مرد اور عورت دونوں سے نکلتی ہے اور اللہ کے حکم سے ان دونوں سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ "یخرج من بین الصلب والترائب" یعنی مرد کی کمر اور عورت کے سینے (یا پسلیوں) کے درمیان سے۔ مجاہد رحمہ اللہ کے مطابق "الترائب" ہنسلی کی ہڈیوں کے نیچے کا حصہ ہے، جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق اس سے مراد عورت کا سینہ ہے۔

آیت 8-10:

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کے مطابق "رجعہ" سے مراد منی کا لوٹنا ہے، جبکہ قتادہ رحمہ اللہ کے مطابق اس سے مراد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنا ہے۔ "یوم تبلی السرائر" یعنی قیامت کے دن سب راز آزمائے جائیں گے، اس لیے انسان کو چاہیے کہ چھپ کر بھی بھلائی کرے۔ اس دن اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

آیت 11-12:

اللہ تعالیٰ آسمان کی قسم کھاتا ہے جو بارش لوٹاتا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کے مطابق "ذات الرجع" سے مراد بارش لانے والے بادل ہیں۔ قتادہ رحمہ اللہ کے مطابق آسمان ہر سال بندوں کا رزق لوٹاتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو وہ اور ان کے مویشی ہلاک ہو جائیں۔ "والأرض ذات الصدع" یعنی زمین پھٹ کر پھل اور نباتات اگاتی ہے۔

آیت 13-14:

قرآن ایک فیصلہ کن کلام ہے، جو مذاق نہیں بلکہ حق ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق "قول فصل" سے مراد حق اور "بالھزل" سے مراد باطل ہے۔

آیت 15-16:

کفار سازشیں کرتے ہیں لیکن اللہ بھی اپنی تدبیر سے ان کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس کی تائید سورۃ الاعراف (183)، سورۃ ھود (102) اور صحیح مسلم کی حدیث میں بھی ملتی ہے کہ اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو چھوڑتا نہیں۔

آیت 17:

اللہ کافروں کو تھوڑی دیر مہلت دیتا ہے، لیکن ان کا انجام قریب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق "رویدا" سے مراد قریب ہے، اور قتادہ رحمہ اللہ کے مطابق اس کا مطلب تھوڑا (وقت) ہے۔

دسواں حصہ

(عربی تفاسیر سے مستند نکات)

دسواں حصہ (عربی تفاسیر سے مستند نکات)

حصہ دوم: تفصیلی تفسیر

تفسیر طبری، ابن ابی حاتم، بغوی، تفسیر قرطبی، ابن کثیر، اور جدید تفاسیر جیسے تفسیر السعدی اور اسی طرح ابن کثیر کے تفسیر کے نکات اور اختصار جو "المصباح المنیر" سے موسوم ہے اس کے ساتھ دیگر ابن کثیر کی شروحات (شرح شیخ الراجحی، شرح شیخ خالد السبت و شیخ مقبل کی تخریج و شیخ حوینی و حکمت بشیر کی تحقیقِ تفسیر ابن کثیر) سے استفادہ کرتے ہوئے اور اسی طرح تحقیقات ابن تیمیہ وابن قیم وابن الجوزی کا خیال رکھا گیا ہے، اور تفسیر اضواء البیان، فتح القدیر للشوکانی، تفسیر شیخ نواب صدیق حسن خان، تفسیر شیخ ابن عثیمین اور ان تلامذہ اور اسی طرح موسوعۃ تفسیر الدرر و موسوعۃ التفسیر بالمأثور باشراف الشیخ الطیار سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اردو قالب میں لایا گیا الحمد للہ، اس سے ہمیں روایتی اور جدید نقطہ نظر دونوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی ان شاء اللہ۔

سورۃ الطارق کی تفسیر

سورۃ الطارق مکی سورت ہے، اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں جو قسمیں کھائی ہیں، ان کے بعد ایک اہم نکتہ بیان کیا ہے: "ہر جان پر ایک نگہبان مقرر ہے"۔ یہ سورت اللہ کے انسان پر محیط علم، اس کے اعمال کا محاسبہ، اور اس پر اللہ کی قدرت کو بیان کرتی ہے۔ وہی ہے جس نے انسان کو ایک کمزور اور حقیر قطرے سے پیدا کیا، اور وہی اسے دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے۔ یہی اس سورت کا مرکزی موضوع ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت:

نسائی نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور سورۃ البقرہ و النساء پڑھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ! کیا تم لوگوں کو آزماتے ہو؟ کیا تمہارے لیے 'وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ' (الطارق) اور 'وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا' (الشمس) جیسی سورتیں پڑھنا کافی نہ تھا؟"

یہ روایت نسائی کی "السنن الکبریٰ" میں ہے، "السنن الصغریٰ" میں نہیں۔ دیگر صحیح احادیث میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے عشاء کی نماز پڑھانے کا ذکر ہے، مغرب کا نہیں، نیز الطارق کا تذکرہ نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ روایت دیگر مستند

روایات سے زائد علم ہے اس روایت میں۔

نوٹ: شیخ ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ نے الجامع الکامل میں اس کا جواب دیا کہ یہ ثقہ راوی کی طرف سے زیادتی ہے لہذا یہ مقبول ہے

آیات 1-3 کی تفسیر:

اللہ تعالیٰ نے آسمان اور اس میں موجود چمکتے ستاروں کی قسم کھائی: "وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ"۔ پھر فرمایا: "وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ" (تم کیا جانو الطارق کیا ہے؟)، پھر خود ہی وضاحت فرمائی: "النَّجْمُ الثَّاقِبُ" (چمکتا ہوا ستارہ)۔

- ❖ قتادہ رحمہ اللہ: ستارہ "طارق" اس لیے کہلاتا ہے کہ رات کو دکھائی دیتا ہے اور دن میں چھپ جاتا ہے۔
- ❖ طارق کا یہ لغوی معنی کہ رات آنا یا دروازہ کھٹکھٹانا حدیث "نهى أن يطرق الرجل أهله ليلاً" (آدمی کو رات کو اچانک گھر آنے سے منع کیا) سے ثابت ہے۔

لسانی وضاحت

"وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ" دو قسمیں ہیں:

1) آسمان کی قسم
2) رات کو آنے والے (ستارے) کی قسم

اللہ نے "الطارق" کی وضاحت "النَّجْمُ الثَّاقِبُ" سے کر کے سمجھایا ہے، جس میں مفسر کی رائے کی گنجائش نہیں۔ بلکہ یہ تفسیر بالقرآن کے قبیل سے ہے

الطارق کی مراد:

- ❖ واحدی رحمہ اللہ: مفسرین کے نزدیک "الطارق" سے مراد وہ ستارے ہیں جو رات کو ظاہر اور دن کو غائب ہوتے ہیں۔
- ❖ لسانی نکتہ: عربی میں ہر رات کو آنے والی چیز (انسان، جانور، ستارہ) "طارق" کہلاتی ہے، لیکن یہاں سیاق میں ستارہ

مراد ہے۔

سورۃ الطارق آیات 1-4 کی تفسیر

1. "الطارق" کی تشریح:

علماءِ تفسیر، لغت اور مفہوم کے ماہرین جیسے الفراء، الزجاج اور المبرد کا اتفاق ہے کہ:

- "الطارق" سے مراد وہ ستارے ہیں جو رات کو ظاہر اور دن میں غائب ہوتے ہیں۔
- امام ابن جریر طبری اور ابن القیم رحمہا اللہ کا یہی موقف ہے۔

اختلافی نکتہ:

کیا "النجم الثاقب" (چمکتا ہوا ستارہ) کوئی خاص ستارہ ہے یا عام؟

- ابن القیم رحمہ اللہ کی ترجیح: یہ ستاروں کی ایک قسم ہے، نہ کہ کوئی خاص ستارہ۔
- فیصلہ: اسے کسی خاص ستارہ تک محدود نہیں کرنا چاہیے۔

2. "الثاقب" کا معنی:

- ابن عباس رضی اللہ عنہ: "چمکتا ہوا"۔
- عکرمہ رحمہ اللہ: "روشنی پھیلانے والا جو شیاطین کو جلا دیتا ہے"۔
- مجاہد رحمہ اللہ: "بھڑکتا ہوا"۔
- ابن جریر طبری رحمہ اللہ: "اس کی روشنی بھڑکتی اور چمکتی ہے"۔
- ابن القیم رحمہ اللہ: "اس کی روشنی چیرتی ہوئی گزرتی ہے"۔

خلاصہ: "الثاقب" کا مطلب ہے: تیز چمک، بھڑکنے والی روشنی، یا شدید نور۔

نوٹ: ثقوب سے مأخوذ ہے یعنی رات کے اندھیرے میں سوراخ ڈالنے والا اور اندھیرے کو چیر کر روشنی دینے والا

3. آیت 4: "إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ"

ترجمہ:- ہر جان پر ایک نگہبان مقرر ہے۔

آیت 4 کی تفسیر:

"إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ "(جوابِ قسم ہے)

- ہر انسان پر فرشتے مقرر ہیں جو اس کے اعمال، رزق اور عمر کی نگرانی کرتے ہیں۔
- جب انسان فوت ہوتا ہے تو اسے اللہ کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔

علماء کے درمیان اختلاف: کیا یہ "حافظ" اعمال کی نگرانی کرتا ہے یا شخص کی حفاظت؟

2. ابن کثیر رحمہ اللہ کا موقف:

- حافظ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان کو مصائب سے بچاتے ہیں، جیسا کہ سورۃ الرعد (11) میں ہے:

"لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ"

(اس کے آگے اور پیچھے سے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں)۔

- یہ فرشتے تقدیر کے آنے تک انسان کو شیاطین، خطرات اور مصائب سے بچاتے ہیں۔

2. ابن جریر طبری رحمہ اللہ کا موقف:

- "حافظ" سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اعمال لکھتے اور محاسبہ کرتے ہیں، جیسا کہ سورۃ الانفطار (10-11) میں ہے:

"وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ"

(تم پر معزز لکھنے والے محافظ مقرر ہیں)۔

- اسی طرح سورۃ الانعام (61) میں ہے: "وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً" (وہ تم پر محافظ بھیجتا ہے)۔

3. تیسرا قول:

- بعض علماء کے نزدیک "حافظ" درحقیقت اللہ خود ہے جو بندوں کے حالات کا علم رکھتا اور ان کے اعمال کا نگہبان ہے۔

نقطہ	ابن کثیر کا موقف	ابن جریر کا موقف
حافظ کا کردار	جسمانی حفاظت کرنے والے فرشتے	اعمال لکھنے والے فرشتے
دلیل	الرعد: 11	الانفطار: 10-11، الانعام: 61

تشریح	تقدیر آنے تک بچاتے ہیں	اعمال کا ریکارڈر کھتے ہیں

بعض نے تیسرے قول کے لئے یہ دلیل دی ہے "وَٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ" (الحج:6)

(اور اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے)۔

خلاصہ تفاسیر: آیت 1 تا 4

"اللہ تعالیٰ نے سورۃ الطارق کے آغاز میں فرمایا:

﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۞ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۞ النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾۔

اللہ سبحانہ وتعالی آسمان اور الطارق کی قسم کھاتا ہے، اور الطارق سے مراد النجم الثاقب ہے، یعنی چمکنے والا ستارہ، جس کا نور چیر کر گزرتا ہے، آسمانوں کو چھید تا ہوا نیچے تک پہنچتا ہے، یہاں تک کہ زمین سے دکھائی دیتا ہے، اور یہ اسمِ جنس ہے جو تمام چمک دار ستاروں پر مشتمل ہے۔" تفسیر السعدی "(ص919)۔

امام طبری رحمہ اللہ نے اپنی "تفسیر "(24/351) میں فرمایا:

"ہمارے رب نے آسمان کی قسم کھائی، اور اس طارق کی قسم کھائی جو رات کے وقت ظاہر ہونے والے روشن ستاروں میں سے ہے، جو دن کے وقت پوشیدہ رہتے ہیں، اور جو بھی رات کو آئے وہ 'طارق' کہلاتا ہے۔" ختم شد۔

اور قتادہ وغیرہ نے کہا:

"ستارے کو طارق اس لیے کہا گیا کہ وہ صرف رات کو نظر آتا ہے اور دن میں پوشیدہ رہتا ہے۔" ختم شد۔
"تفسیر ابن کثیر "(8/374) سے۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے آسمان اور اس کے روشن ستاروں کی قسم کھائی، اور ان میں سے ہر ایک اس کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، اور اس نے ستارے کا نام طارق رکھا؛ کیونکہ وہ سورج کی روشنی سے چھپ جانے کے بعد رات کو ظاہر ہوتا ہے، تو اسے اس مسافر کے ساتھ تشبیہ دی جو رات کے

وقت لوگوں یا گھر والوں کے پاس آتا ہے۔ فرّاء نے کہا: جو کچھ بھی تمہارے پاس رات کو آئے، وہ 'طارق' ہے۔ اور زجّاج اور مبرد نے کہا: دن کے وقت 'طارق' نہیں ہوتا۔" ختم شد۔ "التبیان في أقسام القرآن" (ص 63)۔

اور طبری نے یہ بھی فرمایا: (24/352)

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ﴾

" اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے: اور آپ کو کیا معلوم کہ میں نے جس طارق کی قسم کھائی ہے وہ کیا ہے؟ پھر جل وعلا نے اس کی وضاحت فرمائی اور فرمایا: 'وہ النجم الثاقب ہے'، یعنی: جس کی روشنی بھڑکتی اور بھڑک اٹھتی ہے۔" ختم شد۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اس کے فرمان ﴿الثَّاقِبُ﴾ کے بارے میں: ابن عباس نے کہا: یعنی 'المضيء' (چمکنے والا)، اور سدی نے کہا: جب اسے شیاطین پر پھینکا جائے تو انہیں چھید دیتا ہے، اور عکرمہ نے کہا: وہ ایسا ہے جو چمکنے والا بھی ہے اور شیطان کو جلانے والا بھی۔" ختم شد۔ "تفسیر ابن کثیر" (8/375)۔

اور جس امر پر اللہ جل جلالہ نے ان عظیم نشانیوں کے ساتھ قسم کھائی ہے، کہ وہ ضرور واقع ہونے والا ہے، وہ اس کے بعد والا فرمان ہے:

﴿إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾

ابن کثیر رحمہ اللہ (8/37) میں فرماتے ہیں:

"یعنی ہر جان پر اللہ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر ہے جو اسے آفات سے بچاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (الرعد: 11)"۔

اور ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اور یہاں جس امر پر قسم اٹھائی گئی ہے وہ انسانی نفس کی حالت، اس پر توجہ اور اس پر نگہبانوں کو قائم کرنا ہے، اور یہ

کہ اسے یوں ہی بے کار نہیں چھوڑا گیا، بلکہ اس پر ایسے (فرشتے) مقرر کیے گئے ہیں جو اس کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کو شمار میں لاتے ہیں۔ پس اللہ سبحانہ نے قسم کھائی کہ کوئی جان ایسی نہیں مگر اس پر ایک حافظ (نگہبان) فرشتہ مقرر ہے جو اس کے عمل اور قول کو محفوظ کرتا ہے اور جو بھلائی یا برائی وہ کماتی ہے اسے شمار کرتا ہے۔"ختم شد۔ "التبيان في أقسام القرآن"(ص 64)۔"

سورۃ الطارق آیات 5-7 کی تفسیر

آیت 5:

"فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ"

(پس انسان کو چاہیے کہ غور کرے وہ کس چیز سے پیدا ہوا)

تشریح:

اللہ تعالی انسان کو اس کی کمزور تخلیق کی طرف توجہ دلا کر قیامت پر ایمان کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جو ذات ابتدائی تخلیق پر قادر ہے، وہی دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، جیسا کہ سورۃ الروم (27) میں ہے:

"وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ"

آیت 6:

"خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ"

"وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی (منی) سے پیدا کیا گیا"۔

تشریح:

لسانی نکتہ:

- "دَفْق" کا مطلب ہے پانی کا زوردار بہاؤ جو مرد سے نکلتا ہے۔
- "مَذْي" (منی سے پہلے یا شہوت سے نکلے) جو قطرہ قطرہ نکلے، "دَفْق" نہیں کہلاتا، کیونکہ اس میں زور اور منی کے خروج کے بعد والی لذت کی طرح حاصل نہیں ہوتی۔ اور مذی کے خروج سے وضوءلازم ہے
- غسل صرف "دَافِق" (زوردار اخراج) پر واجب ہوتا ہے۔

آیت 7:

"يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ"

(وہ صلب اور پسلیوں کے درمیان سے نکلتا ہے)

خلاصہ:

1. انسان کی حقیر ابتدا (نطفہ) اس کی عاجزی اور اللہ کی قدرت پر غور کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

2. آیات 5-7 انسان کی تخلیق اور اللہ کی قدرتِ احیاء کے درمیان گہرا ربط ظاہر کرتی ہیں۔

(حوالہ جات)[28]

"أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" (الملک:14)

(کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟ حالانکہ وہ باریک بین اور خبر دار ہے)۔

سوال: کیا "ماء دافق" عورت کی منی کے لئے بولا جاتا ہے یا صرف مرد کے منی کے لئے؟

امام ابن قیم اور شیخ ابن عثیمین نے کہا کہ ماء دافق جو زور سے نکلتا ہے، اس میں مرد کے منی کی کیفیت مراد ہے:

1- بعض علماء نے کہا ﴿یخرج من بین الصلب﴾ یعنی مرد کی پیٹھ، ﴿والترائب﴾ یعنی عورت کی چھاتی لیکن صحیح یہ ہے کہ جو چیز (دفق یعنی زور سے) نکلتی ہے وہ مرد کا پانی ہے۔ (تفسیر ابن عثیمین)

2- اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ مقامات پر خبر دی ہے کہ اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے، اور نطفہ مرد کا پانی ہے۔ اسی طرح اہلِ لغت نے کہا ہے: جَوہری نے کہا: "نطفہ صاف پانی کو کہا جاتا ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، اور نطفہ مرد کا پانی ہے، اور اس کی جمع 'نُطف' آتی ہے۔" اور یہ بھی کہ جس چیز کو دَفْق (چھلکنے، اچھلنے) اور نَضْح (چھینٹنے) سے متصف کیا جاتا ہے وہ درحقیقت مرد کا پانی ہے، یہ نہیں کہا جاتا کہ عورت نے (دفق کیا) پانی چھینٹا یا اچھالا۔" انتہی۔ "اِعلام الموقعین" (1/145-146)

---

[28] 1. سنن نسائی الکبریٰ (11600): سورۃ الطارق کی تفسیر۔

2. صحیح بخاری (705): امام کے طولِ صلات پر شکایت۔

3. صحیح مسلم (465): عشاء میں قرأت۔

4. صحیح بخاری (1801)، صحیح مسلم (1928): سفر سے واپسی پر رات کو گھر داخل ہونے کی ممانعت۔

3- سؤال: الصلب اور الترائب اس میں مرد کے صلب اور ترائب کا ذکر ہو رہا ہے یا عورت کے ؟

ابن القیم رحمہ اللہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس سے مراد مرد کا صلب اور مرد کی ترائب ہیں، انہوں نے کہا:

"اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ صلب سے مراد مرد کی کمر (صلبِ مرد) ہے، اور ترائب کے بارے میں اختلاف ہوا ہے:

چنانچہ کہا گیا کہ اس سے مراد بھی مرد کی ترائب ہیں، اور وہ سینے کی ہڈیاں ہیں، ترقوہ حلق سے لے کر چھاتی کے ابھار تک۔ اور (قیل کا صیغہ) کہا گیا کہ اس سے مراد عورت کی ترائب ہیں لیکن پہلا قول زیادہ ظاہر (راجح) ہے ابن عثیمین اور ابن قیم کی سبب ترجیح یہ ہے کہ دافق کا لفظ مرد کے خروج منی کے لئے ہوتا ہے نہ کہ عورت کے خروج منی کے لئے کیونکہ عورت کے خروج منی کی کیفیت میں دفق کا معنی نہیں آتا۔

سؤال: من بین الصلب ہے قرآن میں نہ کہ من الصلب، اس فرق سے شبہات کا کیسے جواب دیا جاسکتا ہے؟

ناقدین یہ اعتراض کرتے ہیں: "جدید سائنس بتاتی ہے کہ نطفہ خصیوں (testes) میں بنتا ہے، ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں سے نہیں؛ اس لیے قرآن غلط ہے۔" نعوذ باللہ یہ استدلال کئی غلط مفروضات پر قائم ہے جو لغوی، تفسیری اور سائنسی جانچ پڑتال کے بعد ٹوٹ جاتے ہیں۔

مختصر جواب: اس آیت میں خطہ ZONE کی بات ہو رہی ہے نہ کہ ORIGIN کہاں سے خروج کی، آیت میں من بین الصلب ہے نہ کہ من الصلب تفصیلی جواب:

1. آیت دراصل کیا کہہ رہی ہے؟

قرآن یہ نہیں بتا رہا کہ نطفہ (sperm) جسم کے کس مقام پر "بنایا" جاتا ہے جیسے کسی اناٹومی کی نصابی کتاب میں تفصیل دی جاتی ہے، دوسرے الفاظ میں، یہ آیت انسان کی تخلیق ایک اچھلتے ہوئے تولیدی مادّے سے بیان کر رہی ہے جو اس خطۂ بدن (bodily zone) سے وابستہ ہے جو صلب اور سینے / کے حصے کو جوڑتا ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے یہ موقف اختیار کیا

يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ اور یہ نہیں فرمایا: 'من الصلب والترائب' صلب اور ترائب سے نکلتا ہے، تو ضروری ہوا کہ مرد کا پانی ان دو مختلف چیزوں کے درمیانی حصے سے نکلتا ہو، جیسے کہ اس نے دودھ کے بارے میں

فرمایا: (يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ)

اور نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ مقامات پر خبر دی ہے کہ اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے، اور نطفہ مرد کا پانی ہے۔ اسی طرح اہلِ لغت نے کہا ہے: جوہری نے کہا: "نطفہ صاف پانی کو کہا جاتا ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، اور نطفہ مرد کا پانی ہے، اور اس کی جمع 'نُطَف' آتی ہے۔"

اور یہ بھی کہ جس چیز کو دَفْق (چھلکنے، اچھلنے) اور نَضْح (چھینٹنے) سے متصف کیا جاتا ہے وہ در حقیقت مرد کا پانی ہے، یہ نہیں کہا جاتا کہ عورت نے (دفق کیا) پانی چھینٹا یا اچھالا۔" انتہی۔

"إعلام الموقعين" (1/145-146)

سورۃ الطارق آیات 8-17 کی تفسیر

آیت 8-9:

"إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ . يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ"

(یقیناً وہ اسے دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے. جس دن رازوں کا امتحان ہو گا)

تشریح:

- "رَجْعِهِ" سے مراد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنا ہے۔
- "يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ" سے مراد قیامت کا دن جب تمام راز افشا ہوں گے۔
- ابن جریر طبری و ابن القیم رحمہما اللہ: یہ قیامت ہی کا دن ہے جب چھپی ہوئی باتوں کا امتحان ہو گا۔

رازوں کا افشا:

- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت (صحیح بخاری و مسلم):
- "ہر غدار کے لیے قیامت کے دن اس کی پیٹھ پر جھنڈا گاڑ دیا جائے گا، اور اعلان کیا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے"۔
- ابن کثیر رحمہ اللہ: "السرائر" سے مراد دل کے پوشیدہ امور ہیں: عقائد، نیتیں، شرک، ریا، نفاق، جو قیامت کے دن ظاہر ہو جائیں گے۔

← دنیا میں بہت سی چیزیں چھپی رہتی ہیں اور لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتیں، لیکن قیامت کے دن نیکوں کی نیکی اور بدکاروں کی بدکاری سب ظاہر ہو جائے گی۔ (تفسیر سعدی)

← یہاں مراد عبرت کی نظر ہے، یعنی بصیرت سے دیکھنا۔ (تفسیر ابن عثیمین)

← ﴿يوم تبلى السرائر﴾ دلوں کے راز آزمائے جائیں گے، اور حساب قیامت کے دن دلوں کے حال پر ہوگا... اس لیے ہمیں دل کے عمل کی ظاہری عمل سے زیادہ فکر کرنی چاہیے۔ (تفسیر ابن عثیمین)

اور اس کے فرمان: {یوم تبلی السرائر} یعنی اس دن دلوں کے راز آزمائے جائیں گے، اور سرائر سے مراد دل ہیں، کیونکہ قیامت کے دن حساب دلوں کے حال پر ہوگا، جبکہ دنیا میں حساب ظاہری اعمال (اعضاء کے کاموں) پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا، جب ان کے قتل کی اجازت طلب کی جاتی تو فرماتے: "لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے"، اس لیے آپ انہیں قتل نہیں کرتے تھے حالانکہ جانتے تھے کہ فلاں منافق ہے، مگر دنیا میں معاملہ ظاہر کے مطابق ہوتا ہے اور قیامت کے دن باطن کے مطابق۔

﴿يوم تبلى السرائر﴾ یعنی دلوں کا امتحان ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أفلا يعلم إذا بعثر ما في القبور. وحصل ما في الصدور﴾[العادیات:۹،۱۰]۔ اسی لیے ہمیں چاہیے کہ دل کے عمل کی ظاہری عمل سے زیادہ فکر کریں۔ اعضاء کے عمل تو ظاہری علامت ہیں، مگر اصل مدار دل کے عمل پر ہے۔

اسی لیے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے خوارج کے بارے میں صحابہ سے فرمایا: "تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا، اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھے گا"، یعنی وہ ظاہری اعمال میں بہت کوشش کرتے تھے، لیکن ان کے دل خالی تھے (اللہ کی پناہ)، ان کا اسلام ان کے حلق سے نیچے نہیں جاتا تھا، وہ اسلام سے ایسے نکل جاتے جیسے تیر نکل جاتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ابو بکرؓ نے نہ نماز میں سبقت لی، نہ روزے میں، بلکہ اس ایمان کی وجہ سے سبقت لی جو ان کے دل میں تھا۔" اور جب ایمان دل میں راسخ ہو جائے تو وہ انسان کو عمل پر آمادہ کرتا ہے، لیکن ظاہری عمل انسان کو دل کی اصلاح پر آمادہ نہیں کرتا۔ اس لیے ہمیں اپنے دلوں، ان کے اعمال،

عقائد، رجحانات اور اصلاح و پاکیزگی کی فکر کرنی چاہیے، اور دل کو شرک، بدعت، کینہ، بغض، اللہ کے نازل کردہ احکام اور صحابہ کرامؓ سے نفرت جیسی آلودگیوں سے پاک کرنا چاہیے۔(تفسیر ابن عثیمین)

﴿يَوْمَ تُبْلَى ٱلسَّرَآئِرُ﴾

یعنی: اُس دن چھپی ہوئی باتیں ظاہر کر دی جائیں گی اور نکل پڑیں گی؛ یعنی وہ تمام چیزیں جو انسان نے اپنے دل میں چھپائے رکھی تھیں، چاہے خیر کی ہوں یا شر کی، ایمان ہو یا کفر...

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر چھپی ہوئی پوشیدہ بات کو ظاہر فرما دے گا، پس وہ چہرے کے لیے زینت بنے گی یا عیب کا باعث۔(القرطبی:22/212-214)

﴿يَوْمَ تُبْلَى ٱلسَّرَآئِرُ﴾

اور اعمال کو "سر" (باطنی امر) سے تعبیر کرنے میں ایک لطیف نکتہ ہے:

اور وہ یہ ہے کہ اعمال دراصل باطنی سرائر (دلوں کے باطنوں) کے نتائج ہیں۔ پس جس کی نیت اور باطن درست ہو، اس کا عمل بھی درست ہوتا ہے، اور اس کی یہ باطنی خوبی چہرے پر نور، چمک اور حیا کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

اور جس کی نیت و سریرہ فاسد ہو، اس کا عمل بھی اسی کے تابع ہوتا ہے، اگرچہ اس کے ظاہری عمل کی کوئی خوبصورتی نظر آتی ہو، مگر حقیقت میں اس کی کوئی قدر نہیں۔

پس قیامت کے دن اس کی باطنی حالت (سریرہ) ظاہر ہو گی، اور فیصلہ و ظہور اسی کے مطابق ہو گا۔(ابن القیم:3/288-289)

ابن القیم رحمہ اللہ کی تشریح:

"يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ" کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: 'يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ' یعنی رازوں کا امتحان ہو گا۔ مقاتل کہتے ہیں: وہ ظاہر اور عیاں ہو جائیں گے۔ 'بَلَوْتُ الشَّيْءَ' کا مطلب ہے: میں نے اس کا امتحان لیا تاکہ اس کی حقیقت اور چھپی ہوئی بات ظاہر ہو جائے۔ 'السَّرَائِرُ' (راز) 'سَرِيرَةٌ' کی جمع ہے، اور یہ اللہ اور اس کے بندے

کے درمیان پوشیدہ امور ہیں، خواہ ظاہری ہوں یا باطنی۔ ایمان بھی رازوں میں سے ہے، اور اس کے احکام بھی۔ قیامت کے دن ان کا امتحان ہوگا تاکہ اچھے کو برے سے، پورا کرنے والے کو غفلت کرنے والے سے، اور اللہ کے لیے کیا ہوا کام اس سے جو نہیں کیا گیا، الگ کیا جائے"۔

آیت 10:

"فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِر"

(پھر نہ اس کے پاس کوئی طاقت ہوگی نہ مددگار)

تشریح:

- ❖ قیامت کے دن انسان بے بس ہوگا، نہ اپنی ذات سے مدد کر سکے گا نہ دوسرے اس کی مدد کریں گے۔
- ❖ سورۃ البقرہ (48) کے مطابق:
- ❖ نہ کوئی کفیل ہوگا
- ❖ نہ سفارش قبول ہوگی
- ❖ نہ فدیہ لیا جائے گا
- ❖ نہ کوئی مدد پہنچائے گا

﴿فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ﴾

یعنی اُس انسانِ کافر کے لیے اُس دن نہ کوئی طاقت ہوگی جس سے وہ اللہ کے عذاب اور سخت پکڑ سے بچ سکے، اور نہ کوئی مددگار ہوگا جو اسے پہنچنے والی مصیبت سے بچا سکے۔

حالانکہ دنیا میں وہ اپنی قوم و قبیلے کی طاقت پر بھروسہ کرتا تھا، اُن کے ذریعے اپنے دشمنوں کے شر سے بچا رہتا تھا، اور اپنے حلیف و حمایتیوں سے مدد حاصل کرتا تھا جو ظلم و ستم کے وقت اس کے ناصر بنتے تھے۔ (الطبری: 24/359)

سورۃ الطارق آیات 11-17 کی تفسیر

آیت 11-12:

"وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ . وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ"

(قسم ہے بارش لوٹانے والے آسمان کی. اور پھٹنے والی زمین کی)

تشریح:

"ذَاتِ الرَّجْعِ": بارش کا چکر (مجاہد) / رزق کی واپسی (قتادہ)۔

"ذَاتِ الصَّدْعِ": زمین کا پھٹ کر پودے اگانا (قتادہ)۔

﴿والسماء ذات الرجع﴾ رجع سے مراد بارش ہے، اسے رجع اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بار بار آتی ہے۔ (تفسیر ابن عثیمین)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق "ذَاتِ الرَّجْعِ" سے مراد بارش ہے۔ انہی کے حوالے سے: یہ بارش لانے والے بادل ہیں۔ نیز انہوں نے کہا: "وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ" یعنی بارش بار بار لوٹتی ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ ہر سال بندوں کا رزق لوٹاتی ہے، اگر ایسا نہ ہو تو وہ اور ان کے مویشی ہلاک ہو جائیں"۔

"وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ" کی تفسیر:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"یہ زمین کا نباتات کے لیے پھٹنا ہے"۔ یہی رائے سعید بن جبیر، عکرمہ، ابو مالک، ضحاک، حسن بصری، قتادہ، سدی اور دیگر اکثر مفسرین کی ہے۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ یہ درختوں، پودوں اور پھلوں کے لیے زمین کے پھٹنے کو بیان کرتا ہے۔

- مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: "یہ پانی کے راستے ہیں جو زمین کو پھاڑتے ہیں"۔
- بعض کا قول ہے: "یہ مردوں کے لیے زمین کا پھٹنا ہے (قیامت کے دن)"، لیکن پہلا قول مشہور ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ کی رائے:

"ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ نباتات کے لیے زمین کا پھٹنا ہے"۔ یہ نباتات کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے، گویا کہا جائے: "وَالْأَرْضِ ذَاتِ النَّبَاتِ" (اگنے والی زمین)، یا پھٹنے کو جو نباتات کے نکلنے سے ہوتا ہے۔ دونوں معنی باہم مربوط ہیں۔

آیت 13-14:

"إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ . وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ"

(یہ فیصلہ کن کلام ہے. اور کوئی مذاق نہیں)

- ابن عباس رضی اللہ عنہما:
- "فصل" = حق
- "ھزل" = باطل

قسم کا جواب:

اللہ تعالیٰ نے آسمان (بارش لوٹانے والا) اور زمین (پھٹنے والی) کی قسم کھا کر فرمایا: "إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ"۔

- ابن عباس رضی اللہ عنہما: "یہ حق ہے"۔
- قتادہ رحمہ اللہ: "یہ فیصلہ کن کلام ہے"۔
- "وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ" یعنی مذاق نہیں بلکہ یہ سنجیدہ حق ہے۔

آیت 15-17:

"إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا . وَأَكِيدُ كَيْدًا . فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا"

(وہ سازشیں کرتے ہیں. اور میں (اللہ) بھی تدبیر کرتا ہوں. پس کافروں کو تھوڑی مہلت دے)

﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا (١٥) وَأَكِيدُ كَيْدًا﴾

اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب کون ہے؛ کیونکہ انسان اتنا ضعیف اور حقیر ہے کہ وہ قوی و علیم کے مقابلے میں برابری نہیں کر سکتا۔

[السعدی:920]

تشریح:

کفار کی سازشیں اللہ کے منصوبے کے سامنے بے اثر ہیں (سورۃ الاعراف: 183)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما: "رُوَيْدًا" = تھوڑی دیر (قریب آنے والی سزا)۔

خلاصہ

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا

رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (هود: ۱۲۳)

(آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ ہی کے لیے ہے اور تمام معاملات اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں)۔

کافروں کی سازش اور اللہ کا منصوبہ:

"إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا"

❖ یہ لوگ قرآن کے خلاف، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر ممکن سازشیں کرتے ہیں۔

❖ "وَأَكِيدُ كَيْدًا"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور میں (اللہ) بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں۔

صفت مکر اور کید کو کیسے شرح کریں طلبہ کو؟

شیخ الاستاذ، ضیاء الرحمن اعظمی عمری مدنی رحمہ اللہ کی الجامع الکامل کتاب کے اقتباس سے جواب

اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا (١٥) وَأَكِيدُ كَيْدًا(16)﴾

یعنی: کفار (عہد نبوی ﷺ) چاہتے ہیں کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت سے روک دیں، اور اس مقصد کے لیے ہر ممکن تدبیر اور چال چلتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ان کے مکر و فریب کو انہی پر لوٹا دیتا ہے، چنانچہ وہ اپنے خبیث مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف "کید" (چال یا تدبیر) کی نسبت بطورِ مقابلہ کے ہوتی ہے، نہ کہ مطلق طور پر۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو اس صفت سے محض مقابلہ کی حالت میں متصف کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں یہ نسبت قوت، کمال اور غلبہ پر دلالت کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان ہے۔

لیکن اگر "کید" کی نسبت ابتداءً یا مطلقاً کی جائے تو وہ مذموم معنی میں سمجھا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے۔

پس یہ صفت اور اس جیسی دوسری صفات جیسے "مکر" اور "خداع" اللہ تعالیٰ کی طرف مطلق طور پر منسوب نہیں کی جاتیں، بلکہ صرف مقابلہ کی صورت میں، جیسا کہ نصوص میں وارد ہوا ہے۔ واللہ اعلم

"﴿یکیدون کیدا﴾ یعنی بہت بڑی سازشیں کرتے ہیں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اور آپ کے ماننے والوں کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ دیکھو، مکہ میں ایمان والوں کے ساتھ کیا کیا کرتے تھے: انہیں اذیت دیتے، ملامت کرتے، جلاوطن کرتے، مسلمان دو بار حبشہ ہجرت کر گئے، پھر مدینہ ہجرت کی، یہ سب اپنے دین کو ان مجرموں سے بچانے کے لیے تھا، جنہوں نے ہر طرح کی سازشوں سے انہیں ستایا۔

سب سے بڑی سازش جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی وہ ہجرت کے وقت تھی

اور جو اللہ نے خبر دی وہ ہو کر رہا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ہجرت کر کے نکلے، ان کے ساتھ جنگیں ہوئیں، ہجرت کے دوسرے سال قریش کے بڑے بڑے سردار اور لیڈر مارے گئے، ان میں ان کا قائد ابو جہل بھی تھا، اور آٹھ سال یا اس سے بھی کم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے، حتیٰ کہ جیسا کہ تاریخ میں آیا ہے، آپ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ پکڑے ہوئے تھے اور قریش آپ کے نیچے کھڑے تھے، آپ نے ان سے فرمایا: "تم کیا سمجھتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟"

- کیونکہ اب معاملہ آپ کے ہاتھ میں تھا، "تم کیا سمجھتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟"(
- (فتح الباری کے) حوالے کے مطابق، قریش نے کہا: آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔
- آپ نے فرمایا: "میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا: ﴿لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وهو أرحم الراحمین﴾[یوسف:۹۲]۔ جاؤ، تم سب آزاد ہو"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر یہ احسان اس لیے کیا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قل للذین کفروا إن ینتهوا یغفر لهم ما قد سلف﴾[الانفال:۳۸]۔(تفسیر ابن عثیمین)

جب امسلمانوں نے قرآن سے منہ موڑا تو وہ شکست کھا گئے اور ان کی ذلت بھی قرآن سے دوری کے مطابق ہوئی۔ جتنا انسان اللہ کی کتاب سے دور ہو گا، اتنی ہی عزت اس سے دور ہو گی اور اتنی ہی نصرت بھی، یہاں تک کہ وہ اللہ کی کتاب کی طرف لوٹ آئے۔(تفسیر ابن عثیمین)

❖ کافروں کی سازش کا مقابلہ مومنین نہیں، بلکہ خود اللہ کرتا ہے۔

❖ جیسا کہ سورۃ ابراہیم(46) میں ہے: "وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ"۔

خلاصہ:

"وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ "(آل عمران:54)

(انہوں نے چال چلی اور اللہ نے بھی چال چلی، اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے)۔

سورۃ الطارق آیات 15-17 کی تفسیر کا خلاصہ

1. کافروں کی سازشوں کا مقابلہ اللہ خود کرتا ہے

❖ کافروں کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف چالیں بے اثر ہیں، کیونکہ "وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ "(آل عمران:54)۔

2. کافروں کی سازشوں کی حقیقت

❖ یہ لوگ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں، جیسا کہ "وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ"(البقرہ:9)۔

❖ اللہ مومنین کی حفاظت کرتا ہے:"إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا"(الحج:38)۔

3. اللہ کے نور کو بجھانے کی ناکام کوشش

❖ معاندین اسلام "اپنے منہ کی پھونکوں" سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں(التوبہ:32)۔

4. اسلام کی بالادستی یقینی ہے

❖ اللہ کا فیصلہ: "هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ"(التوبہ:33)۔

❖ جو لوگ اس کے مقابل کھڑے ہوں، وہ اپنی تباہی خود مول لیتے ہیں۔

5. کافروں کو مہلت

❖ "فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا": اللہ انہیں تھوڑی مہلت دیتا ہے۔

❖ انجام:"نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ"(لقمان:24)۔

(حوالہ جات)[29]

---

[29] 1. الطرق الحکمیہ(ص184)

فتح القدیر اور احسن البیان سے چند نکات

1) طارق سے مراد؟ خود قرآن نے واضح کر دیا۔ روشن ستارہ طارق ہے جس کے لغوی معنی کھٹکھٹانے کے ہیں، لیکن طارق رات کو آنے والے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ستاروں کو بھی طارق اسی لئے کہا گیا ہے کہ یہ دن کو چھپ جاتے ہیں اور رات کو نمودار ہوتے ہیں۔

2) یعنی ہر نفس پر اللہ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں جو اس کے اچھے یا برے سارے اعمال لکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں۔

3) یعنی انسان کے مرنے کے بعد، اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ وہ اس قطرہ آب کو دوبارہ شرمگاہ کے اندر لوٹانے کی قدرت رکھتا ہے جہاں سے وہ نکلا تھا پہلے مفہوم کو امام شوکانی اور امام ابن جریر طبری نے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

4) عرب بارش کو رجع کہتے ہیں اس لئے بارش کو رَجْع کہا اور بطور شگون عرب بارش کو کہتے تھے تا کہ وہ بار بار ہوتی رہے۔

5) یعنی زمین پھٹتی ہے تو اس سے پودا باہر نکلتا ہے، زمین پھٹتی ہے تو اس سے چشمہ جاری ہوتا ہے اور اسی طرح ایک دن آئے گا کہ زمین پھٹے گی، سارے مردے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ اس لیے زمین کو پھٹنے والی اور شگاف والی کہا۔

6) یہ جواب قسم ہے، یعنی کھول کر بیان کرنے والا ہے جس سے حق اور باطل دونوں واضح ہو جاتے ہیں۔

7) یعنی میں ان کی چالوں اور سازشوں سے غافل نہیں ہوں، میں بھی ان کے خلاف تدبیر کر رہا ہوں یا ان کی چالوں کا توڑ کر رہا ہوں، جو برے مقصد کے لئے ہو تو بری اور مقصد نیک تو بری نہیں۔

---

2. صحیح مسلم (کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المرأۃ بخروج المنی، حدیث 314)

3. صحیح بخاری (کتاب التفسیر، باب من عادی جبرائیل، حدیث 4480)

4. التبیان فی اقسام القرآن (ص 105)

گیارھواں حصہ

(سورۃ الطارق سے حاصل ہونے والے اسباق)

گیارھواں حصہ (سورۃ الطارق سے حاصل ہونے والے اسباق)

آخر میں، ہم ہر سورۃ سے سیکھے جانے والے اسباق پر گفتگو کریں گے۔ یہ اسباق—جو کل چار ہزار سے زائد ہیں—عملی نوعیت کے ہیں اور ہمیں قرآن کی تعلیمات کو اپنی روزمرہ زندگی میں نافذ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ اسباق ارشد بشیر مدنی کی کتاب "اہداف واسباق قرآن" سے لیے گئے ہیں۔

بعض موضوعات

- ❖ بعث بعد الموت کے اثبات کا بیان اور فرشتوں میں سے "حفظۃ" فرشتوں کا تذکرہ (1-10)
- ❖ قرآن کے حق ہونے پر اللہ کی قسم (11-14)
- ❖ کافروں کو تنبیہ (15-17)

بعض اسباق

- ❖ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی حقیقت سے واقف ہو۔
- ❖ اس کائنات میں موجود ہر شئ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے۔
- ❖ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نیک اور اچھا عمل کرے کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ نے نگران مقرر کیا ہے۔ جو اس کی نگرانی کرتا ہے۔
- ❖ بے شک انسان کا نفس اور اس کی ذات اور وہ مادہ جس سے وہ پیدا کیا گیا اور اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واضح دلائل میں سے ہے۔
- ❖ تعجب ہے انسان کے حال پر کہ اتنے حقیر مادہ سے پیدا ہونے کے باوجود تکبر کرتا پھرتا ہے۔
- ❖ بعث بعد الموت کے عقیدہ کو ثابت کیا گیا ہے۔
- ❖ قرآن مجید کے اعجاز کے مظاہر میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن انسان کی پیدائش کی کیفیت کو بیان کرتا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ ہے۔
- ❖ فما له من قوة ولا ناصر۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی قوت پر کوئی غلبہ پا نہیں سکتا اور انسان اپنی قوت سے دھوکہ نہ کھا

جائے۔

❖ کافروں کو لامحالہ ایک نہ ایک دن اپنے کیے کی سزا مل کر رہے گی۔

❖ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کس نے مجھے پیدا کیا؟ اور مرنے کے بعد کہاں جانا ہے؟ اس سورت میں ان سب سوالوں کا مختصر اور جامع انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

❖ اتنی عظیم مخلوقات کا خالق کیسا ہو گا؟ اس کی قدر و عظمت کو پہچانو۔

❖ مرنے کے بعد حساب و کتاب دینا ہے، آخرت کی یاد دہانی مقصود ہے (يوم تبلي السرائر)۔

❖ آخر میں بتایا گیا کہ یہ قرآن منزل من اللہ ہے اور اس پر ایمان نہ لانے والوں کو مہلت دی جا رہی ہے۔

❖ یہ سورت دھمکی سے ختم ہو رہی ہے۔ یعنی کافروں کو تنبیہ اور الرٹ کیا جا رہا ہے کہ وہ کفر سے باز آ جائیں۔

مناسبت / لطائف التفسیر

❖ سورہ قیامہ سے اس سورہ تک مسلسل قیامت کے وقوع، اور اس کے برحق ہونے کو آفاق اور خود نفوس انسانی اور دیگر شواہد سے واضح کیا گیا ہے، اس پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکمل ایک مضمون ہے۔

❖ سورہ بروج اور سورہ طارق میں کفار قریش کی جانب سے عقیدہ آخرت اور عام اہل اسلام کے مذاق اڑانے کی خبر دی گئی ہے، ان سورتوں میں مزید ان کی طرف سے کی جانے والی تکذیب اور تکذیب کے اسباب پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ان کفار کو مثالوں اور دھمکیوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔

❖ سورہ اعلی سے بعد میں آنے والی دس سورتوں تک بھی خطاب صرف داعی سے ہے، دعوتی کام میں دو پہلو پر توجہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ کہ مدعو کی طرف سے پیش آنے والے مسائل کو رفع کیا جائے، اور اثر انداز ہونے کے ذرائع ڈھونڈے جائیں جبکہ دوسرا پہلو یہ ہے کہ داعی کو اعلیٰ سے اعلیٰ اوصاف سے متصف کرنے کی کوشش کی جائے۔ daeee self development میں توجہ دے تاکہ opportunity کو avail کرنے کا اہل بن سکے اور مؤثر داعی بن سکے تاکہ اسوۂ رسول کی روشنی میں بہتر سے بہتر داعی بن سکے۔

آیات اور حدیث

آیت 1:

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿٥﴾ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ ﴿٦﴾ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ﴿٧﴾ الطارق

ترجمہ: انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔

حدیث:

إن الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الأرض ، فجاء بنو آدم على قدر الأرض : جاء منهم الأحمر ، والأبيض ، والأسود ، وبين ذلك ، والسهل ، والحزن ، والخبيث ، والطيب – زاد في حديث يحيى – وبين ذلك والإخبَّار في حديث يزيد(سنن أبي داود:4693)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو مٹھی بھر خاک سے جسے ساری زمین سے لیا تھا پیدا کیا پس بنی آدم زمین کی مٹی پر آئے (یعنی ہر ایک کی تخلیق اس کی مٹی کے حساب سے ہوئی) پس ان میں سے کوئی سفید آیا تو کوئی سرخ اور کوئی کالا ان کے درمیان کوئی نرم خو ہے تو کوئی بد خلق ہے کوئی ناپاک (کافر) ہے تو کوئی پاک (مسلمان) ہے۔ یحیی بن سعید کی روایت میں (بین ذالک کے بجائے) وبین ذالک ہے اور اخبار یزید بن زریع کی حدیث میں ہے۔

بارہواں حصہ

(سورۃ الطارق سے متعلق عمومی معلومات)

سورۃ الطارق سے متعلق عمومی معلومات

مختلف مباحث وعناوینِ سورہ پر سیر حاصل معلومات اور سورۃ سے متعلق مخالف اسلام اسرائیلیات پر رد وموضوع احادیث وغیر منجبر ضعیف احادیث پر رد اور رد باطل عقائد و نظریات وشبہات در لغت واسلامی موضوعات اور اسی طرح جدید ریسرچ پر مبنی شبہات کا تفصیلی رد۔

سورۃ الطارق سے متعلق عمومی معلومات

- سورہ نمبر:86
- وحی: مکی
- آیات:17
- قرآن میں مقام: جزء30 (آخری جزء، جزء عم کا حصہ)
- اہم موضوعات:
- انسان کی تخلیق اور اللہ کی قیامت پر قدرت۔
- یومِ حساب کی ناگزیریت۔
- کائناتی نشانیوں پر غور وفکر۔
- کافروں کو ان کے انجام سے خبردار کرنا۔

1. اسرائیلیات (یہودی/عیسائی روایات) کی تردید

اسرائیلیات (یہودی وعیسائی روایات سے ماخوذ قصے) اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ سورۃ الطارق کے سیاق میں:

الطارق کی غلط تعبیر:

بعض اسرائیلیات "الطارق" (چمکتا ستارہ) کو غیر اسلامی عقائد سے جوڑتی ہیں، جیسے ستاروں کو معبود یا فال گیری کا ذریعہ سمجھنا۔ اسلام میں ستارے صرف اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں، نہ کہ عبادت یا توہمات کا مرکز۔

2. جھوٹے عقائد، نظریات اور غلط فہمیوں کی تردید

❖ قیامت کا انکار:

مادہ پرست نظریات قیامت کو "غیر سائنسی" قرار دیتے ہیں۔ سورۃ الطارق کا منطقی جواب:

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ (آیت 5)

اگر اللہ حقیر قطرے سے انسان بنا سکتا ہے، تو دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے آسان ہے۔

❖ نجومیات (Astrology) کی تردید:

بعض "الطارق" کو ستاروں کی مدد سے مستقبل بتانے کا جواز سمجھتے ہیں۔ اسلام اسے سختی سے رد کرتا ہے:

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (آیت 13)

قرآن فیصلہ کن کلام ہے، نہ کہ تفریح یا توہمات کا ذریعہ۔

مطرنا بنوء کذا والی حدیث سے بھی رد ہے اللہ اصل مسبب حقیقی ہے نہ کہ تارہ، تارہ کی عبادت کرنے والوں پر رد ہے کہ خالق نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (٣٧) فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ (٣٨) سورة فصلت آية ٣٧

3. جدید شکوک و اعتراضات کا جواب (ڈارونزم کی تردید)

❖ سورۃ الطارق میں انسانی تخلیق اور ڈارونزم کا رد

❖ قرآن کا انسانی تخلیق پر نظریہ

سورۃ الطارق انسانی تخلیق کو اللہ کی قدرت کی نشانی قرار دیتی ہے:

❖ آیت 5-6:

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ . خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ

"انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے پیدا ہوا؟ ایک اچھلتے ہوئے پانی (منی) سے!"

❖ سائنسی حقیقت:

قرآن نے انسان کی تخلیق "ماء دافق" (زوردار اخراج والا پانی) سے بیان کی، جو جدید سائنس (Sperm Analysis) سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ یہ ڈارون کے "اتفاقی ارتقاء" کے نظریے کی نفی کرتا ہے۔

❖ آیت 7:

يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ

"وہ کمر اور پسلیوں (سینے) کے درمیان سے نکلتا ہے۔"

- یہ تولید کی طرف اشارہ ہے، جو ڈارون کے "مشترکہ حیاتیاتی ماخذ" کے برخلاف ہے۔

خلاصہ

"أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ"(الملک:14)

(کیا وہ نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟ حالانکہ وہ باریک بین اور خبردار ہے)۔

1۔ قرآن کا پیغام: انسانی تخلیق

❖ سورۃ الطارق اس بات پر زور دیتی ہے کہ انسان کی تخلیق صرف اللہ کی قدرت سے ہے۔

❖ انسان کی سادہ ابتداء (نطفہ) کو زندگی کی پیچیدگی کے ساتھ بیان کر کے اللہ کی قدرت کو نمایاں کیا گیا ہے۔

❖ یہ تخلیق کا بیان قیامت کے اثبات کے لیے دلیل ہے:

"إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ"

"یقیناً اللہ اسے دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے۔"

اگر اللہ انسان کو نطفہ سے پیدا کر سکتا ہے تو دوبارہ زندہ کرنا اس کے لیے زیادہ آسان ہے۔

2۔ سورۃ الطارق کے ذریعے ڈارونزم کا رد

ڈارونزم (چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقاء) کے مطابق زندگی کروڑوں سال میں بتدریج، بغیر کسی الٰہی مداخلت کے، اتفاقی جینیاتی تبدیلیوں سے وجود میں آئی۔ قرآن کا نظریہ اس سے بالکل مختلف ہے۔

سورۃ الطارق سے ڈارونزم کا رد

A. الٰہی تخلیق بمقابلہ اتفاقی ارتقاء

❖ سورۃ الطارق کا نظریہ:

انسان اللہ کی ارادی اور باحکمت تخلیق ہے۔

تخلیق کا عمل مخصوص، منظم اور اللہ کی مشیت کے تابع ہے (ماء دافق)۔

❖ ڈارونزم کا نظریہ:

زندگی اتفاقی تبدیلیوں اور قدرتی انتخاب کے نتیجے میں بغیر کسی عقل و ارادہ کے وجود میں آئی۔

❖ رد:

قرآن میں تخلیق کو اتفاقی یا بے مقصد نہیں کہا گیا بلکہ اللہ کی حکمت اور ارادے کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔

سورۃ الطارق کی تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ انسانی تخلیق ایک منظم اور بامقصد عمل ہے۔

B. انسانی انفرادیت بمقابلہ مشترکہ نسب

❖ سورۃ الطارق کا نظریہ:

انسان اللہ کی منفرد مخلوق ہے، جسے روح، عقل اور مقصد کے ساتھ پیدا کیا گیا۔

قرآن میں آدم علیہ السلام کو انسانیت کا پہلا فرد بتایا گیا ہے۔

❖ ڈارونزم کا نظریہ:

انسان اور بندر کا جد مشترک ہے اور انسان ارتقائی عمل سے وجود میں آیا۔

❖ رد:

قرآن انسان کو حیوانات سے ارتقاء پانے والا نہیں، بلکہ منفرد اور براہ راست تخلیق شدہ مخلوق قرار دیتا ہے

C. قیامت و حساب بمقابلہ مادیت

❖ سورۃ الطارق کا نظریہ:

انسانی تخلیق کو قیامت اور حساب سے جوڑا گیا ہے:

"إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ"

یعنی زندگی موت پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ ہر انسان کو اس کے اعمال کا حساب دینا ہے۔

❖ ڈارونزم کا نظریہ:

ارتقاء کا نظریہ مادیت پسندانہ ہے، جس میں موت کے بعد کوئی زندگی یا جوابدہی نہیں۔

❖ رد:

قرآن محض مادیت کو رد کرتا ہے اور زندگی کے روحانی و اخلاقی مقصد کو مرکزی حیثیت دیتا ہے۔

سورۃ الطارق قیامت اور حساب کو لازمی قرار دیتی ہے، جس کا ڈارونزم میں کوئی تصور نہیں۔

خلاصہ:

❖ سورۃ الطارق انسانی تخلیق کو اللہ کی قدرت قرار دیتی ہے، اتفاق یا حیوانی ارتقاء کو نہیں۔

❖ انسان کی اصل اور انجام دونوں اللہ کے ارادے سے وابستہ ہیں۔

❖ قیامت، حساب اور روحانیت قرآن کے مرکزی پیغامات ہیں، جو ڈارونزم کی مادیت کے برخلاف ہیں۔

جدید شکوک و شبہات کا ازالہ

الف: قرآنی وضاحت کی سائنسی درستگی

کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کی تفصیلات غیر سائنسی یا محض علامتی ہیں۔ لیکن جدید جنینیات (Embryology) نے قرآن کے بیان کی تصدیق کی ہے:

❖ ماء دافق (اچھلتا ہوا پانی) تولیدی عمل میں منی کے اخراج کی درست عکاسی کرتا ہے۔

ب: سائنسی دریافتیں اور قرآنی موافقت

ڈارون کا نظریہ ارتقاء ایک مفروضہ ہے جس میں زندگی کی ابتدا اور غیر جاندار سے جاندار کے درمیان منتقلی جیسے سوالات کے جوابات نہیں ہیں:

❖ قرآن سائنس سے متصادم نہیں، بلکہ الحاد پر مبنی تشریحات (بغیر الٰہی مقصد کے) کو رد کرتا ہے۔

❖ سورۃ الطارق تخلیق پر غور کو اللہ کی پہچان کا ذریعہ بناتی ہے، نہ کہ بے مقصد عمل سمجھنے کا۔

نتیجه

سورۃ الطارق انسانی تخلیق کا واضح الٰہی بیانیہ پیش کرتی ہے جو ڈارونزم کے بنیادی نکات کی نفی کرتی ہے:

1) مقصود تخلیق: انسانی زندگی اللہ کی دانستہ اور منصوبہ بند تخلیق ہے (نہ کہ اتفاقی عمل)۔

2) انسانی انفرادیت: انسان روح، عقل اور الٰہی مقصد کے ساتھ منفرد مخلوق ہے (نہ کہ حیوانات سے ارتقا)۔

3) قیامت کی حقیقت: موت کے بعد جزا و سزا کا اسلامی تصور مادیت پسندانہ ڈارونزم کے برعکس ہے۔

"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ"(آل عمران:190)

(آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں)۔

اسائن منٹ
طلبہ و طالبات کے لئے 3 اسائن منٹ

نوٹ: بچوں اور بڑوں کے لیے 3 اسائنمنٹس

1) بچوں کے لیے اسائنمنٹ (عمر کا گروپ: 8-12 سال)

2) بالغوں کے لیے اسائنمنٹ

اسائنمنٹ 1: بچوں کے لیے (عمر: 8-12 سال)

مقصد:

❖ بچوں کو سورۃ الطارق کے بنیادی موضوعات (اللہ کی تخلیق، قدرت، اور جواب دہی) سمجھانا۔

1. حفظ کا کام:

❖ سورۃ الطارق (آیات 1-17) صحیح تلفظ کے ساتھ یاد کریں۔

2. فہمی سوالات:

❖ الطارق کا کیا مطلب ہے؟

- ❖ سورۃ الطارق کے مطابق کون ہمیشہ ہماری نگرانی کرتا ہے؟
- ❖ انسان کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟
- ❖ اس سورۃ کے مطابق قیامت کے دن کیا ہو گا؟

3. تخلیقی سرگرمی:

- ❖ ڈرائنگ: آسمان اور ستاروں کی تصویر بنائیں اور اس پر "الطارق (چمکتا ستارہ)" لکھیں۔
- ❖ عکاسی: 2-3 جملوں میں لکھیں کہ آپ کیسا محسوس کرتے ہیں جب آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو پیدا کیا اور وہ ہمیشہ آپ کی نگرانی کرتا ہے۔

اسائنمنٹ 2: نوجوانوں اور بڑوں کے لیے (عمومی فہم)

مقصد:

- ❖ سورۃ الطارق کے موضوعات، لسانی عناصر اور اخلاقی اسباق کو گہرائی سے سمجھنا۔

1. مطالعہ کا کام:

- ❖ سورۃ الطارق کا ترجمہ اور تفسیر پڑھیں۔

2. تجزیاتی سوالات:

- ❖ الطارق کا کیا مطلب ہے اور اللہ اس کی قسم کیوں کھاتا ہے؟
- ❖ سورۃ الطارق قیامت کے تصور کو کیسے ثابت کرتی ہے؟
- ❖ "یوم تبلی السرائر" (جس دن راز کی جانچ ہو گی) کی اہمیت کیا ہے؟

3. عکاسی کا کام:

- ❖ ایک مختصر مضمون (150-200 الفاظ) لکھیں کہ سورۃ الطارق نے آپ کے جواب دہی اور قیامت کے دن کے تصور کو کیسے بدل دیا۔

اسائنمنٹ 3: بڑوں کے لیے (اعلیٰ تجزیہ)

مقصد:

❖ سورۃ الطارق کے عقائدی، لسانی اور تدبر والے پہلوؤں پر گہرائی سے غور کرنا، اور جدید نظریات کا رد۔

1. تحقیق و تجزیہ:

❖ سورۃ الطارق کی ساخت اور لسانی اسلوب کا تجزیہ کریں۔

❖ دیکھیں کہ یہ سورۃ انسانی تخلیق کے تصور کو کیسے بیان کرتی ہے اور ڈارونزم جیسے مادی نظریات کا کیسے رد کرتی ہے۔

2. تنقیدی سوالات:

❖ سورۃ الطارق کائناتی اور حیاتیاتی نشانیوں کے ذریعے اللہ کی قدرت کو کیسے اجاگر کرتی ہے؟

❖ "فما لہ من قوۃ ولا ناصر" (پھر اس کے پاس نہ کوئی طاقت ہوگی نہ مددگار) کو انسانی تکبر اور دنیاوی طاقت کے تناظر میں کیسے سمجھتے ہیں؟

❖ یہ سورۃ بعد الموت زندگی اور الٰہی انصاف کے بارے میں جدید شکوک کا کیا جواب دیتی ہے؟

3. تحریری اسائنمنٹ:

❖ ایک تفصیلی مضمون (300–500 الفاظ) لکھیں کہ سورۃ الطارق ڈارونین ارتقاء اور مادیت پسند نظریات کا کیسے رد کرتی ہے۔

❖ اپنی دلیل کے لیے کلاسیکی تفاسیر اور معاصر علمی کاموں سے حوالہ جات ضرور شامل کریں۔

یہ اسائنمنٹس بچوں، نوجوانوں اور بڑوں کے لیے سورۃ الطارق کے مطالعے، فہم اور عملی اطلاق کو فروغ دیتے ہیں۔

مضمون (1)- "کیا "يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ" میں کوئی سائنسی خطا ہے؟

"کیا "يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ" میں کوئی سائنسی خطا ہے؟

ناقدین اکثر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن 86:6–7 میں انسانی تولید (human reproduction) کے بارے میں سائنسی غلطی پائی جاتی ہے۔ یہ دعویٰ دراصل آیت کے محدود مفہوم لینے اور غلط تراجم پر مبنی ہے، نہ کہ اصل عربی عبارت یا کلاسیکی تفسیر پر۔

آیت میں فرمایا گیا ہے:

﴿خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ ۞ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾

"وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا ہے، جو ریڑھ کی ہڈی (as sulb) اور پسلیوں (at tara'ib) کے درمیانی خطۂ بدن (bodily zone) سے نکلتا ہے۔"

پھر ناقدین یہ اعتراض کرتے ہیں: "جدید سائنس بتاتی ہے کہ نطفہ خصیوں (testes) میں بنتا ہے، ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں سے نہیں؛ اس لیے قرآن غلط ہے۔" یہ استدلال کئی غلط مفرضات پر قائم ہے جو لغوی، تفسیری اور سائنسی جانچ پڑتال کے بعد ٹوٹ جاتے ہیں۔

مختصر جواب: اس آیت میں ZONE کی بات ہو رہی ہے نہ کہ ORIGIN کی، آیت میں من بین الصلب ہے نہ کہ من الصلب

تفصیلی جواب:

1. آیت دراصل کیا کہہ رہی ہے؟

قرآن یہ نہیں بتا رہا کہ نطفہ (sperm) جسم کے کس مقام پر "بنایا" جاتا ہے جیسے کسی اناٹومی کی نصابی کتاب میں تفصیل دی جاتی ہے، دوسرے الفاظ میں، یہ آیت انسان کی تخلیق ایک اچھلتے ہوئے تولیدی مادّے سے بیان کر رہی ہے جو اس خطۂ بدن (bodily zone) سے وابستہ ہے جو صلب اور سینے / کے حصے کو جوڑتا ہے۔

اہم نکات: "ماء دافق" سے مراد ایک اچھلتا، چھلکتا ہوا مادّہ ہے جو انسانی تخلیق میں شامل ہوتا ہے، یعنی ایسا جنسی / تولیدی سیال جو حمل (conception) کا سبب بنتا ہے۔ یہ آیت انسان کی تخلیق ایک اچھلتے ہوئے تولیدی مادّے سے بیان کر رہی ہے جو اس خطۂ بدن (bodily zone) سے وابستہ ہے جو صلب اور سینے کے درمیانی حصہ میں پایا جاتا ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس سے مراد مرد کا صلب اور مرد کی ترائب ہیں، انہوں نے کہا:

"اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ صلب سے مراد مرد کی کمر (صلبِ مرد) ہے، اور ترائب کے بارے میں اختلاف ہوا ہے:

چنانچہ کہا گیا کہ اس سے مراد بھی مرد کی ترائب ہیں، اور وہ سینے کی ہڈیاں ہیں، ترقوہ حلق سے لے کر چھاتی کے ابھار تک۔

اور (قیل کا صیغہ) کہا گیا کہ اس سے مراد عورت کی ترائب ہیں لیکن پہلا قول زیادہ ظاہر (راجح) ہے:
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَخْرُجُ مِن بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ اور یہ نہیں فرمایا: 'من الصلب والترائب' صلب اور ترائب سے نکلتا ہے، تو ضروری ہوا کہ مرد کا پانی ان دو مختلف چیزوں کے درمیانی حصے سے نکلتا ہو، جیسے کہ اس نے دودھ کے بارے میں فرمایا: (یَخْرُجُ مِن بَیْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ)
اور نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سے زیادہ مقامات پر خبر دی ہے کہ اس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے، اور نطفہ مرد کا پانی ہے۔ اسی طرح اہل لغت نے کہا ہے: جَوہری نے کہا: "نطفہ صاف پانی کو کہا جاتا ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، اور نطفہ مرد کا پانی ہے، اور اس کی جمع 'نُطَف' آتی ہے۔"
اور یہ بھی کہ جس چیز کو دَفْق (چھلکنے، اچھلنے) اور نَضْح (چھینٹنے) سے متصف کیا جاتا ہے وہ در حقیقت مرد کا پانی ہے، یہ نہیں کہا جاتا کہ عورت نے (دفق کیا) پانی چھینٹا یا اچھالا۔" انتہی۔
"إعلام الموقعين" (1/ 145-146)
اور یہی قول شیخ ابن عاشور، ابن سعدی، اور ابن عثیمین کا انتخاب ہے، جیسا کہ "لقاء الباب المفتوح" (نمبر/ 45) میں ہے، اور اسی کے قریب بات "اللقاء الشهري" (نمبر/ 45) میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔
اور قرطبی نے حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ: "اس کا معنی یہ ہے کہ وہ (پانی) مرد کے صلب اور مرد کی ترائب کے درمیانی حصہ سے نکلتا ہے، اور عورت کے صلب اور عورت کی ترائب کے درمیانی حصہ سے (بھی)۔" اور اسی قول کو امام ابن جُزی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: "تفسیر التسهيل"، لابن جزی (785)."

مضمون (2)- چار انواعِ دلائل قرآن سے بعث بعد الموت کی اثبات پر

البراهين الأربعة (چار انواعِ دلائل قرآن سے بعث بعد الموت کی اثبات پر)
اے اہلِ قرآن! اللہ عز وجل کی کتاب میں سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک غور و تدبر کرو، تم اس میں قصے اور توحید، وعدہ اور وعید، ترغیب اور ترہیب پاؤ گے، اور اس میں پچھلی امتوں کے ساتھ جو کچھ پیش آیا، وہ عبرت اور نصیحت کے لیے قلم بند کیا گیا ہے: (فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ) "پس آپ قرآن کے ذریعے انہیں

نصیحت کیجیے جو میرے عذاب سے ڈرتے ہیں”، اور تم اس میں بعث و نشور (دوبارہ زندہ کیے جانے) کے اثبات اور تحقق کے لیے چار بڑے دلائل بھی پاؤ گے، اور ہر دلیل مختلف صورتوں اور گوناگوں مثالوں کے ساتھ آتی ہے:
(وَتِلْكَ الأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ) ”اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

پہلا برہان:

آسمانوں اور زمین کی تخلیق۔ کیونکہ ان دونوں کی تخلیق انسانوں کے مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر سب سے بڑی دلیلوں میں سے ہے؛ اس لیے کہ جس نے عظیم اور بڑے کو پیدا کیا ہو، اس کی قدرت پر اس سے کم اور چھوٹے کو پیدا کرنے میں کوئی شک نہیں رہتا، اور اس پر دلالت کرنے والی آیات بہت زیادہ ہیں، جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے: (لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ) ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے زیادہ بڑی چیز ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

دوسرا برہان:

زمین کا مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا جانا۔ کیونکہ جس نے مردہ زمین کو زندہ کیا، وہ لوگوں کو ان کی موت کے بعد بھی زندہ کرنے پر قادر ہے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:
(وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا المَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي المَوْتَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)
”اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم زمین کو پست و خاشع (سوکھی اور مردہ) دیکھتے ہو، پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ حرکت میں آجاتی ہے اور پھول جاتی ہے۔ بے شک جس نے اسے زندہ کیا ہے وہی مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے، یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

تیسرا برہان:

انسان کی عدم سے تخلیق۔ اس لیے کہ جس نے انسان کو بغیر کسی سابق مثال کے پیدا کیا، وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی پوری قدرت رکھتا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(أَوَلَمْ يَرَ الإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۞ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۞ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ)

"کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا، پھر یکایک وہ کھلا جھگڑالو بن گیا۔ اور وہ ہمارے لیے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے، کہتا ہے: ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا جب یہ بوسیدہ ہو جائیں گی؟ آپ کہہ دیجیے: ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، اور وہ ہر قسم کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے۔"

چوتھا برہان:

دنیا میں بعض مردوں کو زندہ کیا جانا۔ کیونکہ جس نے ایک جان کو موت کے بعد زندہ کر دیا، وہ تمام جانوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

(مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ)

"تم سب کی تخلیق اور تم سب کا دوبارہ اٹھایا جانا ایک ہی جان (کے پیدا کرنے اور اٹھانے) کی مانند ہے۔"

اور دنیا میں مردوں کو زندہ کیا جانا، جیسا کہ بنی اسرائیل کے مقتول کے قصے میں ہے، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

(وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۞ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ)

"اور جب تم نے ایک جان کو قتل کیا تو تم نے اس میں جھگڑا شروع کر دیا، اور اللہ اس چیز کو ظاہر کرنے والا تھا جسے تم چھپا رہے تھے۔ تو ہم نے کہا: اس مقتول کو گائے کے ایک حصے سے مارو، اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔"

اور اس شخص کا قصہ جو ایک بستی پر گزرا جبکہ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا

فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى العِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)

"یا اس شخص کی مثال کی طرح جس نے ایک بستی پر گزر کیا اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی، اس نے کہا: اللہ اس کو اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اسے سو سال کے لیے موت دے دی، پھر اسے زندہ کیا۔ (اور) فرمایا: تم کتنی مدت ٹھہرے رہے؟ اس نے کہا: میں ایک دن یا دن کے کچھ حصے کے برابر ٹھہرا ہوں۔ فرمایا: بلکہ تم سو سال ٹھہرے رہے ہو، پس اپنے کھانے اور پینے کی چیز کو دیکھو، وہ بدلی نہیں، اور اپنے گدھے کو دیکھو، اور تاکہ ہم تمہیں لوگوں کے لیے نشانی بنا دیں، اور ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم انہیں کس طرح جوڑتے (اٹھاتے) ہیں، پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔ جب اسے بات واضح ہو گئی تو اس نے کہا: میں جان گیا کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اور ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ، پرندوں کو زندہ کرنے کے بارے میں، چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

(وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي المَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ)

"اور جب ابراہیم نے کہا: اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ فرمایا: کیا تم ایمان نہیں رکھتے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، لیکن اس لیے (دکھا) کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ فرمایا: چار پرندے لے لو، پھر انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لو، پھر ان کے ہر حصے کو ہر پہاڑ پر رکھ دو، پھر انہیں پکارو، وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آ جائیں گے، اور جان لو کہ یقیناً اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔"

1. آیت:

﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ﴾

سورۃ ق (سورہ نمبر 50)، آیت 45۔

2. آیت:

﴿لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

سورة غافر (سورہ نمبر 40)، آیت 57۔

3. آیت:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَى إِنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

سورة فصلت (سورہ نمبر 41)، آیت 39۔

4. آیات:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ۞ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي العِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۞ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾

سورة یٰس (سورہ نمبر 36)، آیات 77–79۔

5. آیت:

﴿مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾

سورة لقمان (سورہ نمبر 31)

6. آیات (قتیل بنی اسرائیل):

﴿وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۞ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ المَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾

سورة البقرۃ (سورہ نمبر 2)، آیات 72–73۔

7. آیات (الذی مرّ علی قریة):

﴿أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا . . .﴾ سے

﴿. . . قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ تک

سورۃ البقرۃ، آیت 259 مکمل۔

آیت (ابراہیم علیہ السلام اور پرندے):

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى . . .﴾

سورۃ البقرۃ، آیت 260۔

مضمون (3) –معاصر سائنسی تشریحات والی تفسیر کو قبول کرنے کے ضوابط

عنوان:

معاصر سائنسي تشریحات والی تفسیر کو قبول کرنے کے ضوابط

مرتب:

بعض اہل علم اور عربی ویب سائٹ سے منقول

قرآنِ کریم ایسی باتیں لاتا ہے جن کے مثل لانے سے بشر عاجز ہیں، لیکن اس کے باوجود موجودہ صورت میں جسے آج کل "اعجازِ علمی" کہا جاتا ہے، اس میں شرعی اعتبار سے بھی بڑا خلل ہے اور تجربی (سائنٹفک) اعتبار سے بھی۔ موجودہ اعجازِ علمی کی زیادہ تر تفسیریں محض جسارت، گمان آرائی اور اللہ تعالیٰ پر بلا علم بات کہنے کے ضمن میں آتی ہیں، اور وحی کے نصوص پر تجربی علم کو منطبق کرنے میں بہت شدید نوعیت کا خلل موجود ہے۔

بہر حال؛ اگر ہم یہ بھی کہہ دیں کہ قرآن میں بعض ایسی باتوں کی طرف اشارے موجود ہیں جو پہلے لوگوں کو معلوم نہ تھے، پھر بعد میں منکشف ہوئیں، اور اسی کو "قرآنِ کریم کا اعجازِ علمی" کہا جاتا ہے؛ تب بھی جو غلطی اور افراط عملاً پائی جا رہی ہے، وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ آیاتِ قرآنیہ پر اس قدر اسراف اور تکلّف سے تأویلات لادتے ہیں جو عربی لسان کے مقتضیٰ کے مطابق آیت میں سرے سے موجود ہی نہیں ہوتیں، محض اس غرض سے کہ انہیں کسی سائنسی دریافت، کسی تھیوری یا کسی تجربی تحقیق کے مطابق بنا دیا جائے!

اور اس باب میں مشغول بعض لوگوں کے ہاں یہ خرابی بھی پائی جاتی ہے کہ اپنی دلیل مضبوط کرنے کے

لیے بعض موضوع روایات یا نہایت ضعیف احادیث کو بھی درست اور قابلِ استدلال ٹھہرا لیتے ہیں، اور تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ محدثین و علماء نے ان روایات کو اس لیے ضعیف کہا کہ انہیں آج کی نئی سائنسی "کشف" کا علم نہ تھا!!

حالانکہ قرآنِ مجید انسانیت کے لیے کتابِ ہدایت ہے؛ وہ نہ فلکیات کی نصابی کتاب ہے، نہ طب اور نہ فزکس کی؛ جو کچھ ان علوم کی طرف اس میں کہیں اشارۃً آ جائے، وہ اصل مقصد کے تابع اور ضمنی طور پر ہے، مقصود بالذات نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۞ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(المائدۃ:15-16)

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک واضح کتاب آ چکی ہے۔ اللہ اس (کتاب) کے ذریعے ان لوگوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کے پیچھے چلتے ہیں، اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے، اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔"

ہم علامہ ڈاکٹر محمد دراز کا ایک نص نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"قرآن اپنی دعوتِ ایمان و فضیلت میں صرف دینی تعلیمات اور جاری واقعات کے اسباق ہی پیش نہیں کرتا، بلکہ اس مقصد کے لیے کائنات کے دائمی حقائق کو بھی استعمال کرتا ہے، اور ہماری عقلوں کو ان کے ثابت و برقرار قوانین پر غور و فکر کی طرف بلاتا ہے؛ لیکن یہ صرف اس غرض سے نہیں کہ انہیں بذاتِ خود پڑھا اور سمجھا جائے، بلکہ اس لیے کہ وہ خالقِ حکیم و قدیر کی یاد دلاتے ہیں۔"

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں:

"بعض معاصر مفسرین کو جوش نے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ وہ قرآن کے حق میں اس توفیقی (سائنس سے تطبیق کرنے والی) روش کا استعمال ضرورت سے زیادہ کریں، حتیٰ کہ یہ طرزِ عمل خود ایمان کے لیے خطرہ بن گیا؛ کیونکہ یا تو وہ نص کے اصل معنی پر اعتماد کو کم کر دیتا ہے، اس طرح کہ آیت سے ایسے معانی کشید کیے جاتے ہیں جو اس کے

الفاظ وتراکیب میں ہی نہیں، یا پھر وہ اہلِ علم کی آراء، بلکہ ان کی باہمی متضاد فرضیات اور ایسی باتوں پر حد سے زیادہ تکیہ کرلیتا ہے جن کی صحت کا تحقیق ہی مشکل ہوتا ہے۔"

دیکھیے: "مدخل إلى القرآن"، د. محمد دراز، ص175۔

ان موضوعات میں داخل ہونے کے لیے جن کتابوں سے مدد لی جاسکتی ہے، ان میں سے:

1-"الإعجاز العلمي إلى أين؟" از ،د. مساعد الطيار۔

2-"منهج الاستدلال بالمكتشفات العلمية على النبوة والربوبية" از، د. سعود العريفي۔

علماء نے معاصر "تفسیرِ علمی" کو قبول کرنے کے لیے کچھ ضوابط بیان کرنے میں بڑی محنت کی ہے، ان میں سے:

1. پہلا ضابطہ:

یہ کہ جس قول کے ساتھ آیت کی تفسیر کی جا رہی ہے، وہ اپنی ذات میں درست ہو، اور اس کی دو شرطیں ہیں:

1. عربی زبان اس معنی پر دلالت کرتی ہو۔

2. وہ شریعت کے کسی قطعی ثابت شدہ اصول کے خلاف نہ ہو۔

2. دوسرا ضابطہ:

یہ کہ آیت اپنے ظاہر و احتمال کے اعتبار سے اس نئے پیدا شدہ قول کو سہارا دیتی ہو (یعنی وہ معنی آیت کے محتملات میں داخل ہو)۔

3. تیسرا ضابطہ:

یہ کہ اس نئے قول سے سلفِ صالحین کے کسی قول کی تردید لازم نہ آتی ہو۔

4. چوتھا ضابطہ:

یہ کہ آیت کے معنی کو صرف اسی نئے "سائنسی" تفسیر پر منحصر نہ کر دیا جائے، اور دیگر ثابت و معروف معانی کو باطل یا نظر انداز نہ کیا جائے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: "الإعجاز العلمي إلى أين؟" د. مساعد الطيار، ص131 وما بعدها، اور مزید فائدہ کے لیے: "منهج الاستدلال بالمكتشفات العلمية"، د. سعود العريفي، ص62-65۔

مضمون (4)-اسلام میں نجومیات (Astrologh) کی تردید

اسلام میں نجومیات (Astrology) کی تردید

تمہید: نجوم اور نجومیات میں فرق:

اسلامی تعلیمات میں آسمانی اجرام (ستارے، سورج، چاند) اللہ کی عظمت، قدرت اور حکمت کی نشانیاں ہیں، جن سے راستہ معلوم کرنے، شہاب ثاقب اور تزیین آسمان مطلوب ہے اور مقصد ہے اللہ کی ربوبیت پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے، لیکن ان کو غیب جاننے یا تقدیر بدلنے کا ذریعہ بنانا صریح گمراہی اور شرک کی راہ ہے۔

اسی لیے علمائے امت نے واضح فرق رکھا ہے:

علم الفلک :(Astronomy) اجسامِ فلکی کی حرکت، منازل اور نظمِ کائنات کا سائنسی و مشاہداتی مطالعہ؛ یہ علم فی نفسہ جائز، بلکہ کبھی فرضِ کفایہ بھی ہو سکتا ہے، اگر وہ شریعت کے حدود کے اندر رہو۔

نجومیات :Astrology / ستاروں کی بنیاد پر مستقبل بتانا، قسمت کھولنے / بند ہونے کے عقائد، بروج، زائچہ، ہوروسکوپ کے ذریعے نیک و بد شگون لینا، شادی، تجارت، سفر وغیرہ کے فیصلے ستاروں کے "اثرات" پر منحصر سمجھنا؛ یہ سب حرام، اور عقیدۂ توحید کے منافی ہیں۔

سورۃ الطارق میں "الطارق" اور "النجم الثاقب" کا ذکر غیب بتانے والے نجومی ستاروں کے لیے نہیں، بلکہ اللہ کی قدرت اور انسان کی نگرانی و حساب کے اثبات کے لیے ہے، جیسا کہ آگے واضح ہو گا۔

قرآنِ مجید کی روشنی میں نجومیات کی تردید

1 . قرآن فیصلہ کن کلام ہے، توہمات کا نہیں

سورۃ الطارق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ (الطارق:13)

"بے شک یہ فیصلہ کن کلام ہے۔"

یہ آیت دو بنیادی حقیقتیں واضح کرتی ہے:

قرآن حق و باطل میں آخری فیصلہ ہے؛ غیب، تقدیر، مستقبل اور انجام کے بارے میں حتمی خبر صرف اللہ کی وحی

متلو اور غیر متلو سے، اور نہ کی نجومیوں، زائچہ بنانے والوں یا ستاروں کے مدعیانِ علمِ غیب سے۔

قرآن ظنّیات، توہمات، اندازوں اور خرافات کا مجموعہ نہیں؛ جبکہ نجومیات سراسر گمان، مفروضہ اور بے بنیاد قیاس پر قائم ہے۔ انسان کی زندگی کے واقعات کو آسمانی "بروج" سے جوڑنا نہ وحی سے ثابت ہے نہ قطعی عقل سے۔

لہٰذا جو شخص قرآن کے ہوتے ہوئے بروج، ستاروں یا زائچے سے اپنا مستقبل پوچھتا ہے، وہ عملاً قرآن کے قولِ فصل کو چھوڑ کر ظنی اور باطل بات کو اختیار کر رہا ہے، جو ایمان کے منافی رویہ ہے۔

2. خالق، مسببِ حقیقی صرف اللہ

اسلام کا بنیادی اصول یہ ہے کہ:

خالق اللہ ہے، مدبرِ کائنات اللہ ہے، مسببِ حقیقی اللہ ہے۔

ستارے مخلوق ہیں، نہ کہ خالق؛، بلکہ صرف اتنا ہے کہ اللہ نے انہیں کائناتی نظام کا حصہ بنایا، نہ کہ انسان کی قسمت لکھنے والا عامل۔

اسی حقیقت کی طرف وہ مشہور حدیث اشارہ کرتی ہے جس میں بارش کو ستاروں کی طرف منسوب کرنے پر منع کیا گیا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی مذمت فرمائی جو بارش کے بعد کہے:

"مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا"

"ہم پر فلاں نجم (ستارے) کے سبب بارش ہوئی۔"

مفہومِ صحیح یہ ہے کہ:

اگر کوئی بارش کو ستارے کی مستقل تاثیر سے منسوب کرے (کہ ستارہ خود فاعلِ حقیقی اور مسبب ہے)، یہ شرک ہے۔

نجومیات بھی اسی اصول کی خلاف ورزی کرتی ہے؛ اس میں مال، اولاد، ناکامی، کامیابی، حادثات، بیماری، محبت اور نفرت کو ستاروں، سیاروں اور بروج کے "اثرات" سے جوڑا جاتا ہے، اور یہ عقیدہ سببیتِ شرکیہ کا دروازہ

کھول دیتا ہے۔

سورۃ فصلت کی آیات اور عبادتِ نجوم کی ردّ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۞ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ﴾(فصلت:37–38)

تکبرِ مشرکین اور تسبیحِ ملائکہ

آیت کے اگلے حصے میں فرمایا:

فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا"–اگر وہ (مشرک) تکبر کریں، یعنی رب کی خالص عبادت سے منہ موڑیں اور آسمانی مخلوقات کے آگے جھکیں، تو"فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ"–جو تیرا رب کے پاس ہیں (ملائکہ)، وہ دن رات اس کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔

یہ تقابل اس امر کی شدت کو واضح کرتا ہے کہ:

ملائکہ جیسے معصوم اور مقرب بندے بھی سورج، چاند، ستاروں کی عبادت نہیں کرتے، بلکہ اسی رب کی عبادت کرتے ہیں جس نے انہیں پیدا کیا؛ جبکہ انسان جسے ہدایت دی گئی، وہ انہی مخلوقات کے رُتبے کو مستقل مؤثر سمجھ کر عبادت اور عقیدہ کے میدان میں ان کو حصہ دار بنا رہا ہے۔

خلاصہ:

حدیث "مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا" اور سورۃ فصلت کی آیات (37–38) دونوں اس بات پر واضح نص ہیں کہ:

- نہ بارش ستاروں کے اختیار سے آتی ہے، نہ رزق، اولاد، کامیابی، ناکامی، خوشی، غم، بیماری یا موت کسی برج، سیارے یا نجم کے "اثر" سے طے ہوتی ہے، بلکہ سب کا خالق اور مسببِ حقیقی اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے۔
- قرآن کتابِ ہدایت ہے، نجومی زائچہ نہیں؛
- وہ انسان کو توحید، عبادت، تقویٰ، آخرت کی تیاری اور اخلاقِ صالحہ کی طرف بلاتا ہے،

- اور ستاروں کو "آیات" اور "مصابیح" کے طور پر ذکر کرتا ہے، نہ کہ مستقبل کا "کوڈ" یا "چابی" بنا کر۔

مضمون(5)

اسلام توہمات اور خرافات کا مخالف

عناصرِ خطبہ:

تمہید

1۔ پہلا نکتہ: توہمات جہالت اور شیطانی وساوس ہیں

2۔ دوسرا نکتہ: توہمات پر یقین توکل علی اللہ کے خلاف ہے

3۔ تیسرا نکتہ: توہمات پر یقین عقیدہ توحید کے خلاف ہے

4۔ چوتھا نکتہ: توہمات پر یقین نبوی تعلیمات کی مخالفت ہے

5۔ پانچواں نکتہ: توہمات پر یقین عقیدہ آخرت کے خلاف ہے

6۔ چھٹا نکتہ: توہمات پر یقین ایمان باللہ کے خلاف ہے

7۔ ساتواں نکتہ: توہمات پر یقین بدعت ہے

8۔ آٹھواں نکتہ: توہمات پر یقین اسلام میں حرام ہے

9۔ نواں نکتہ: سارے اختیارات اللہ تعالی کے قبضہ میں ہیں

10۔ دسواں اور آخری نکتہ: توہمات پر یقین عقل اور تحقیق کے خلاف ہے

"وہم" ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہ ہو، عقلی اور تاریخی اعتبار سے جس کی کوئی اصل نہ ہو اور سب سے بڑھ کر دینی اور شرعی اعتبار سے اس کی کوئی حیثیت نہ ہو. وہم. دراصل صرف ایک خوف اور ڈر ہوتا ہے، جو انسان اپنے ذہن و خیال پر سوال کر لیتا ہے۔ کسی نے اپنے اِعتبار سے کچھ سوچ لیا، سمجھ لیا اور اپنے دماغ میں ایسا تصور پیدا کر لیا مثلاً آنکھ پھڑکنے سے تکالیف آئیں گی، ہاتھ میں کھجلی ہونے کی وجہ سے پیسہ آئے گا یا جائے گا۔ کوّے کے آنے کی وجہ سے شاید کوئی بلا والا مہمان آجائے گا، اُلّو آنے کی وجہ سے گھر میں نحوست آئے گی، صفر کے مہینے میں کام بگڑنے لگیں گے۔ ایسے خیالات ایسا خوف ایسا فوبیا ایسا ڈپریشن اور ایسا ذہنی تناؤ جو اس شخص نے اپنی طرف

سے خود حاصل کرلے اور جس کی وجہ سے بہت سی فضول باتیں اور چیزیں معاشرے میں راہ پا جائیں ایسی ساری چیزوں کو وہم اور خرافات کہا جاتا ہے۔ خرافات یعنی جس کی کوئی اَصل نہ ہو اور جس کی کوئی بنیاد نہ ہو بس صرف قصّے کہانیاں ہوں اور بیہودہ عقائد ہوں جو نسل در نسل قبول کئے جارہے ہوں، انہی کو ہی وہم و خرافات کی عادت کہتے ہیں اور یہ قدیم زمانہ سے چلتا آرہا ہے۔

(1)۔ پہلا نکتہ: توہمات جہالت اور شیطانی وساوس ہیں:

اگر کوئی صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتا ہے تو وہ دراصل کفارِ قریش اور جاہلیت کے راستہ پر ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے کفارِ قریش کے غلط عقائد کو فتح الباری میں بیان کیا ہے جو لوگ صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے ہیں ان کا پہلا نقصان یہ ہو گا کہ وہ لوگ گویا اسلام کے راستے سے نِکل کر جاہلیت کے راستے کو اپنا رہے ہیں اور کفارِ قریش کے راستہ پر واپس جارہے ہیں، یہ کتنا بڑا نقصان ہے۔۔۔! یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ مسلمان بھی کہلائیں یعنی اپنے آپ کو کہیں کہ میں مسلمان ہوں اور میں " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کا پڑھنے والا ہوں اور صفر کے مہینہ کو منحوس بھی سمجھتے ہوئے زبانِ حال سے اقرار کریں کہ میں جاہلیت کے راستے پر یعنی ابو جہل، ابو لہب اور کفارِ قریش کے راستے پر ہوں۔ جاہلیت کے راستے پر چلنا بدنصیبی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہدایت مِل جانے کے بعد بھی کیا آدمی پھر گمراہی کے راستہ پر چلا جائے؟ ابن حجرؒ فتح الباری میں صحیح بخاری کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "صفر"، "هامة" اور "طيرة" کی حقیقت یہ ہے کہ کفارِ قریش ایک پرندے کو پکڑ کر ہَوا میں اڑاتے تھے اگر وہ پرندہ سیدھی جانب چلا جائے تو وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یہ کام کرنا چاہئے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جس سفر پر جارہا ہوں اس سفر سے مجھے بہت فائدہ ہو گا لہذا وہ اپنا سفر. جاری رکھتا اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب چلا جاتا تو وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ سفر کرنا ہمارے لئے اچھا نہیں ہے یہ سفر ہمارے لئے مبارک نہ ہو گا ہم جس کام کے لئے نکلے ہیں وہ کام ہمارے لئے بہتر ثابت نہیں ہو گا لہذا وہ واپس اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جایا کرتے تھے، " فتح الباري، كتاب الطب، قَوْلُهُ بَابُ الطِّيَرَةِ "

اللہ تعالیٰ کا سورۃ التوبہ میں ارشاد ہے: "وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ(51)" مومنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے "۔ مومنوں کی صفت یہ ہوتی ہے کہ مومنین اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہ

پہلا نکتہ ذہن میں رکھئے! کہ اگر ہم غلط خیالات کی وجہ سے وَہم میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں تو گویا کفارِ قریش کے راستہ پر جارہے ہیں۔

ایک اور طریقہ ہے جس کا کفارِ قریش اپنے سفر اور اہم کاموں کے لئے استعمال کیا کرتے تھے، کہیں بھی سفر کے لئے جانا ہے لیکن اچانک خوف محسوس ہونے لگتا ہے کہ پتہ نہیں! میرا یہ سفر یا میرا اہم کام یا پھر میری جنگ اس میں کامیابی ملے گی یا نہیں؟ کفارِ قریش اس حالت میں بُت خانہ میں آتے تھے اور ترکش سے تین تیر نکالتے تھے، ایک تِیر پر لکھتے کہ "امرني ربي" میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے" یعنی اس کام کے لئے جاؤ اور دوسرے تِیر پر یہ لکھتے کہ " نهاني ربي" میرے رب نے مجھے اس کام سے رُوکا ہے " اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کام کے لئے مت جاؤ اور تیسرے تیر پر کچھ بھی نہیں لکھتے تھے۔ ان کے بارے میں ابن حجرؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے بعد یہ لوگ ان تِیروں کو مِلا کر ایک جگہ رکھ دیتے تھے اور بغیر دیکھے کے ایک تِیر نکالتے تھے اگر یہ "امرني ربي" والا تیر نِکلتا تو کہتے تھے کہ میرا رب مجھے حکم دے رہا ہے اب میں جاسکتا ہوں۔ پھر اس کے بعد اگر ان کفارِ قریش کا ہاتھ کبھی اس تِیر پر لگتا جس پر یہ لکھا ہوا ہوتا کہ " نهاني ربي" کہ "میرے رب نے مجھے منع کیا ہے" تو کہتے تھے کہ اس کا مطلب اوپر والا چاہتا ہے کہ میں کوئی کام نہ کروں اور وہ اپنے گھر واپس آجاتے تھے۔

ان خرافات کے مقابل ہمارے پاس استخارہ کی سنت ہے اس کے بعد ہم مشورہ بھی کرتے ہیں اور مشورہ کرنے کے بعد کسی ایک فیصلہ پر پہونچتے ہیں۔

جاہلیت کا طریقہ تھا کہ وہ لوگ کبھی پانسے سے کبھی ریت پر لکیریں کھینچ کر کبھی تیروں کے ذریعہ سے اور کبھی پرندوں کے ذریعہ سے فال کھولواتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: " مَن رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَن حاجَتِه ، فقدْ أشْرَكَ "

(الراوي : عبدالله بن عمرو | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الجامع | الصفحة أو الرقم : 6264 | خلاصة حكم المحدث : صحيح)

جس کو بد شگونی نے اپنے کام سے یا اپنی ضرورت سے واپس کردے تو اس نے شرک کر دیا " ۔ کونسا شرک؟ اس نے جاہلیت والا شرک کیا ہے کیونکہ یہ بھی پرندے سے بد شگونی لیتے تھے، اگر پرندہ رائٹ سائیڈ

Right side پر جاتا تو نیک فالی لیتے اور اگر لیفٹ سائیڈ left side جاتا تو اس سے بد شگونی لیتے تھے۔ اس جاہلیت والے شرک میں وہ انسان مبتلا ہو جائے گا جو کبھی بد شگونی میں مبتلا تھا کیونکہ یہ بہت ہی خطرناک راستہ ہے، انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب وہ توحید سے شرک کے راستہ پر چلا گیا ہے، یہ بہت ہی گھمبیر چیز ہے جسے مدِ نظر رکھنا چاہئے۔ پہلا نکتہ صفر کو منحوس سمجھنا شرک کی طرف لے جاسکتا ہے۔

(2)۔ دوسرا نکتہ: توہمات پر یقین توکل علی اللہ کے خلاف ہے

یہ ساری توہمات اور خرافات مخالفِ توکل علی اللہ ہیں۔ لفظ "توکل" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرنا لیکن جو بھی آپ احتیاطی تدابیر اختیار کر سکتے ہیں کر لیجئے۔ اگر آپ کو یہ پتہ لگتا ہے کہ اس علاقہ میں بہت ہی خوف کا ماحول ہے تو آپ شرعی طور پر جو علاج اور معالجے ہیں انہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً فقَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ الله التّامّاتِ مِن شَرّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرّهُ شيءٌ حَتّى يَرْحَلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ"

الراوي :خولة بنت حكيم | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم | الصفحة أو الرقم2708 : ، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، 16 - بَابٌ فِي التَّعَوُّذِ مِنْ سُوءِ الْقَضَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَغَيْرِهِ "

"جب کوئی کسی نئی جگہ پر اترے یا پڑاؤ ڈالے اور یہ پڑھ لے 'أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التّامّاتِ مِن شَرّ مَا خَلَقَ' میں اللہ تعالی کے تمام کلمات کے ذریعہ سے پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے' تو اس شخص کو اس وقت تک کوئی چیز تکلیف نہیں دے گی جب تک کہ وہ اس جگہ سے خود نہ چلا جائے"۔

توکل علی اللہ کا مطلب نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

" :پہلے تم اپنی اونٹنی باندھو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کرو " الراوي : أنس بن مالك | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الترمذي | الصفحة أو الرقم : 2517 | خلاصة حكم

المحدث : حسن ، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ ، باب ". لیکن ایک آدمی وہم وخیالات کی دنیا میں ہے اور ایسی چیز سے ڈر رہا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے تو وہ توکل علی اللہ کے خلاف ہے۔

ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ خوارج سے لڑنے جارہے تھے تو اس وقت لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چاند عقرب پر ہے آپ رک جایئے! ورنہ جنگ ہار جائیں گے، علی رضی اللہ عنہ نے غصّہ سے کہا: "چاند عقرب میں ہے (یہ علم فلکیات والوں کی اصطلاحات ہیں وہی چاند اور ستاروں کے مدراج سیٹ کرتے ہیں اور اس سے آگے ہونے والے واقعہ کا اندازہ لگاتے ہیں) اب تو میں ضِد سے جنگ کروں گا اب تو میں جاکر ہی رہوں گا اور اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے ایک تاریخی جملہ کہا کہ "نہ ہم سورج دیکھ کر نکلتے ہیں اور نہ ہم چاند دیکھ کر نکلتے ہیں ہم تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کَر کے نکلنے والی قوم ہیں"" مفتاح دار السعادة ومنشور ولاية العلم والإرادة ، المؤلف : أبي عبد الله محمد بن أبي بكر/ابن قيم الجوزية ، الصفحة : ٥٣٥ ، دار الكتب العلمية بيروت - لبنان "۔اسی لئے ہم اپنے گھر سے نکلنے سے پہلے یہ دعا پڑھ کر نکلتے ہیں"بسمِ اللهِ ، توكَّلتُ على اللهِ ، لا حولَ و لا قوةَ إلا باللهِ " الراوي : أنس بن مالك | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح الجامع | الصفحة أو الرقم : ٦٤١٩ | خلاصة حكم المحدث : صحيح "اللہ تعالی کے نام سے، میں نے اللہ تعالی پر ہی توکل اور بھروسہ کیا ہے، گناہ سے کوئی روک نہیں اور نیکی کرنے کی کچھ طاقت نہیں سوائے اللہ تعالی کی اذن و توفیق سے"۔ ہم چاند دیکھ کر سورج دیکھ کر یا تاروں کی حرکت دیکھ کر یا پھر "نشیمن" پڑھ کر یا ڈکن کرونکیل Deccan Chronicle " پڑھ کر نہیں نکلتے، ہم ان توہمات کو لے کر یا جھوٹے اور غلط قسم کے استخارہ لے کر نہیں نکلتے بلکہ صحیح استخارہ لے کر شرعی چیزوں کو اپناتے ہوئے نکلتے ہیں، صحیح سوچ صحیح مشورہ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ و توکل لے کر باہر نکلتے ہیں۔ توکل علی اللہ سے ہم اپنے Final Decision لیتے ہیں۔ جیسا واقعہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا ویسا ہی ایک اور واقعہ عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانہ میں بھی پیش آیا تھا، جس میں عمر بن عبد العزیزؒ نے توکل کی ایک مثال قائم کَر دی تھی۔ اسی طرح جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چین فتح کرنے کے لئے نکلے تھے اور وہ ازبکستان کے راستہ پر نکلے تو بعض لوگوں نے کہا کہ ہمارا راستہ ہِرن نے کاٹ دیا ہے، اے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ! واپس لوٹ جایئے! سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب تو میں ضرور جاؤں گا اور وہ جاتے ہیں، چین کا ایک حصہ فتح ہوتا ہے۔ آج چین کے بارڈر پر ہزراوں کی تعداد میں مسجدیں ہیں، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جن لوگوں نے اس علاقہ کو فتح کیا تھا وہاں پر بَس گئے تھے، اس زمانہ سے آج تک بھی اتنے ہی علاقہ میں مسلمان رہتے اور بستے ہیں۔ اگر وہ یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے عقیدے کی طرح عقیدہ رکھنے والے ہوتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں اتنی بڑی کامیابی عطا نہ کرتا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قوم توکل علی اللہ کرنے والی قوم ہے۔

(3) ۔10 دسواں اور آخری نکتہ: توہمات پر یقین عقل اور تحقیق کے خلاف ہے:

جس وقت قرآن مجید نازل ہوا اس وقت ساری دنیا میں توہمات اور خرافات جابجا تھے، کوئی تحقیق یا ریسرچ نہیں تھی۔ آج دنیا میں جہاں بھی ریسرچ اور تحقیق ہو رہی ہے اُس ریسرچ کا خیال اور یہ سوچ پیدا کرنے والا اسلام ہی ہے کیونکہ اسلام نے آکر لوگوں سے یہ کہا کہ یہ جو سورج ہے۔۔! یہ تمہارا خدا نہیں ہے، یہ پہاڑ تمہارا خدا نہیں ہے، یہ چاند تمہارا خدا نہیں ہے۔ اگر کوئی انسان کسی چیز کو خدا سمجھ بیٹھتا ہے تو وہ انسان اس پر ریسرچ نہیں کرتا، مثال کے طور پر کہیں پر ایک بُت رکھا ہوا ہوتا ہے تو کوئی انسان آکر اس بُت کو سجدہ کَر رہا ہے کیا وہی سجدہ کرنے والا انسان اس بُت پر کوئی ریسرچ کرے گا؟ نہیں کرے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی انسان چاند اور سورج کو دیکھ کر انہیں اپنا خدا بنا لیا ہو کسی درخت یا کسی عظیم پہاڑ کو اپنا خدا بنا لیا ہو یا کچھ چیزوں کے شَر سے بچنے یا ان سے کوئی نفع حاصل ہونے پر ان ساری چیزوں کی پوجا شروع کَر دیا ہو یا پھر سمندر کی وسعت کو دیکھ کر اس کی پوجا شروع کَر دیا ہو یا پھر کسی سانپ یا جنگلی جانور کے ڈَر سے اس کی پوجا شروع کَر دیا ہو تو ایسا انسان اپنے اس بناوٹی خدا اور معبود سے متعلق ریسرچ اور تحقیق نہیں کرے گا۔ انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو چھوڑ کر جس کسی کی بھی پوجا کرتا ہے وہ دو وجوہات کی بنا پر کرتا ہے ایک اس سے ڈَر کر یا پھر اس سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے۔ اسلام نے آکر بتلایا سورہ جاثیہ سورہ نمبر 45 کی آیت نمبر 13 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا " وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ(13) "اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے تابع کر دیا ہے۔ جو غور کریں یقیناً وہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گے "۔ ارے اے انسان! یہ

سورج، یہ چاند، یہ پہاڑ، یہ درخت، یہ سمندر اور یہ جانور وغیرہ تو کسی سے مَت ڈَر! یہ سب تیری خدمت کیلئے ہیں اور تو اشرف المخلوقات ہے۔ قرآن مجید پڑھنے والا جو تصور لے کر نکلتا ہے اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ ساری مخلوقات جو اس کائنات میں ہے ان سب سے اشرف تو میں ہوں، عزت تو مجھے ملی ہے اور فرشتہ نے میرے لئے سجدہ کیا ہے، میں وہ آدمؑ کا بیٹا ہوں جس کے سامنے سارے فرشتوں کو سجدہ کروایا گیا، اس لئے میرا مقام فرشتوں سے بھی آگے پہاڑوں سے بھی آگے ہے۔ قرآن مجید پڑھنے والا یہ تصور لے کر نکلتا ہے کہ میں اشرف المخلوقات ہوں اس یقین سے اس کے دماغ کے دروازے کُھل جاتے ہیں۔ اگر کوئی انسان کسی کی پوجا کرتا ہے تو اس پر کبھی ریسرچ نہیں کرتا ہے۔ جب قرآن مجید نازل ہوا تو سارے انسانوں کا دماغ بند تھا اور سارے چاند، تارے، سورج اور دوسری مخلوقات سے ڈَرا کرتے تھے لیکن قرآن مجید نے آکر کہا کہ یہ تو مخلوق ہیں اور یہ تمہارے نوکر ہیں، ان سے کیا ڈَر رہے ہو؟ جس کے بعد انسانوں کے دماغ کے دروازے کُھل گئے اور انہوں نے چاند پر ریسرچ کیا، سورج پر ریسرچ کیا اور ہر چیز پر انہوں نے ریسرچ کرنا شروع کَر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے یہ کام شروع کر دیا اور اس علم کو لے کر اسپین گئے اور آفریقہ گئے جس کی وجہ سے یورپ میں انقلاب آیا۔ 1452 تک بھی یورپ میں ہر طرف اندھیرا تھا، 1492 میں امریکہ کا انکشاف ہوا اور اس وقت تک بھی لوگ یورپ کے اس زمانے کو ڈارک ایج Dark ages کہتے تھے یعنی کہ یورپ کے بیدار ہونے اور امریکہ کے انکشاف ہونے سے سات سو سال 700 پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد ﷺ کو نبی بنا کر بھیج چکا تھا۔ ان سات سو سالوں تک بھی یہ یورپ والے اندھیرے میں جی رہے تھے لیکن دوسری طرف عرب کے لوگ ریسرچ کَر رہے تھے کیونکہ سارے کے سارے لوگ چاند تاروں اور سورج سے اور دنیا بھر کی مختلف چیزیوں سے ڈَر رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو ایسا ڈَر نہیں تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین یہ ریسرچ لے کر جب یورپ پہونچے اور اسپین پہونچے تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے اثر لے کر یورپ کے لوگوں کا بھی ذہن کُھلا، تب جاکر ساری دنیا میں ترقی ہوئی۔ اس کا مطلب یہ نِکلا کہ اسلام وہم اور خرافات کا سخت مخالف ہے۔ جو میرا عنوان تھا اسے میں سمجھتا ہوں کہ میں نے آپ لوگوں تک پہونچا دیا ہے۔

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم تمام کو واقعی طور پر اور صحیح معنوں میں اسلام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، جو اسلام نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں تھا اسی اسلام کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: اس خطبہ کی اگر ویڈیو دیکھنا چاہتے ہیں تو مہربانی فرما کر اس لنک پر کلک کریں:

https://m.youtube.com/watch?v=BPGbt7x7czE

مضمون (6)-اسلام کے سیلاب کو روکنے کی ایک سازش

اسلام کے سیلاب کو روکنے کی ایک سازش: "مسلمانوں کو مشغول رکھنا" تاریخی کے آئینہ میں

- ❖ دورِ نبوی ﷺ ایک جائزہ
- ❖ دورِ خلافتِ راشدہ ایک جائزہ
- ❖ دورِ بنو امیہ ایک جائزہ
- ❖ دورِ بنو عباسیہ ایک جائزہ
- ❖ ۱۲۵۸ء کی دو عظیم طاقتیں

اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر حملے کا اہم سبب: تکبر اور حسد

تمہید:

اسلام کے سیلاب کو روکنے کی ایک سازش: "مسلمانوں کو مشغول رکھنا" تاریخ کے آئینہ میں

دورِ نبوی ﷺ ایک جائزہ:

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو ہمیشہ غیر ضروری کاموں میں مصروف اور بیزی busy رکھنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ مسلمان اپنے دین کی تبلیغ واشاعت نہ کر سکیں۔ جس کے لئے کبھی ان کے خلاف جنگ کی گئی، کبھی ان کے خلاف کتابیں لکھی گئیں اور کبھی اشتعال انگیز بیان دے کر انہیں بھڑکایا گیا۔

نبی کریم ﷺ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ کفارِ مکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو مسلسل ستاتے رہے۔ اور

جب آپ ﷺ مدینہ آئے تو تقریبا چھ سال تک آپ ﷺ وہاں جنگوں میں مصروف رہے۔ سن دو ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں کے علاوہ تین سو سے کچھ زائد تھی کیونکہ جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ سن تین ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں اور منافقین کے علاوہ سات سو سے کچھ زائد تھی کیونکہ جنگِ احد میں شریک ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ سن پانچ ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں کے علاوہ تین ہزار سے کچھ زائد تھی۔ لیکن سن آٹھ ہجری میں مسلمانوں کی تعداد عورتوں کے علاوہ دس ہزار سے زیادہ ہوگئی اور دس ہجری میں مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوگئی تھی۔ صرف چار سالوں میں اتنی بڑی تعداد کا اضافہ ہوا اور اس کا سب سے بڑا سبب صلحِ حدیبیہ ہے یعنی آپ ﷺ کفار مکہ سے سن ٦ ہجری میں حدیبیہ کے مقام پر دس سال تک جنگ نہ کرنے اور امن کے ساتھ رہنے کی جو صلح کی تھی اسی کے سبب لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے گئے۔ دشمنانِ اسلام جانتے ہیں کہ مسلمان اگر سکون اور اطمینان سے رہیں گے تو وہ اسلام کو بڑی تیزی کے ساتھ پھیلائیں گے، کیونکہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے وہ لوگوں کو بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ اسی لئے تاریخ کے ہر دور میں یہی کوشش کی گئی کہ ہمیشہ مسلمانوں کو مصروف رکھا جائے۔

دورِ خلافتِ راشدہ ایک جائزہ

آپ ﷺ کی وفات ٦٣٣ء میں ہوئی۔ اس کے بعد تیس سال تک یعنی ٦٦٣ء تک خلافت راشدہ کا دور رہا کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ»

ترجمہ: "میری امت میں خلافت تیس تک رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت کا دور شروع ہو گا۔"

(الراوی:سفینة رضی الله عنه المصدر: سنن الترمذی رقم الحدیث :2226 خلاصة حكم الحديث : صحيح)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں فتوحات زیادہ ہوئے۔ سعودی کے رائٹ سائڈ (دائیں جانب) کسری کی حکومت تھی جس کے ماتحت تقریبا سترہ ممالک تھے، جیسے: عراق، ایران وغیرہ، مسلمانوں نے ان سارے حکومتوں کو فتح کرلیا تھا۔ سعودی کی لفٹ سائڈ (بائیں

جانب) قیصر کی حکومت تھی جس کے ماتحت تقریباً ۳ ممالک تھے۔ جیسے: سیریا، ترکی، اٹلی وغیرہ۔ اور اس کے بھی اکثر علاقے مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا۔ لیکن بعد میں صلیبی جنگوں میں قیصر کے سارے علاقے مسلمانوں کے ماتحت آ گئے۔

دورِ بنو امیہ ایک جائزہ

خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنو امیہ کا دور شروع ہوا۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے ۹۰ سال کے بعد ۷۲۳ء میں عمر بن عبد العزیز کا دور تھا۔ ان کے دور میں اسلامی حکومت ایشیاء، آفریقہ اور یورپ کے ایک بڑے حصے تک پھیلی ہوئی تھی۔ آج کے زمانہ کے لحاظ سے تقریبا پچاس ممالک ان کے ماتحت تھے۔ ان کے دور میں ہر طرف امن وامان اور خوشحالی رہی۔ "وکیپیڈیا" میں لکھا ہوا ہے کہ تاریخ کی یہ ایک واحد حکومت ہے جس کے اندر ایک بھی معصوم کو مارنے کا واقعہ نہیں ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر آج بھی مسلمان اپنے ایمان کو مضبوط کئے، شرک سے اجتناب کئے، توحید پر قائم رہے اور کتاب وسنت عمل پیرا ہوتے رہے تو ضرور اللہ تعالی انہیں سارے لوگوں پر غالب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ "

ترجمہ: "تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جمادے گا جسے ان کے لئے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔" (سورۃ النور: 24/55)

اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل ورسوا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ "

ترجمہ:" بیشک اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی جو لوگ مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں(سورۃ المجادلۃ:58/20)

دورِ بنو عباسیہ ایک جائزہ

۷۵۰ء سے ۱۲۵۸ء تک بنو عباسیہ کا دور ہے۔ ان کا آخری خلیفہ مستعصم باللہ تھا. ان کا پایہء تخت بغداد تھا جو کہ علم وہنر تہذیب وثقافت کا مرکز تھا. تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کر کے ان کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اس طرح عباسیہ خلافت کا سورج ڈوب گیا۔ ان کی شکست کا سب بڑا کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ آپسی اختلاف اور خلقِ قرآن جیسے مسائل میں الجھ گئے تھے اور بنو عباسیہ کا ایک رافضی وزیر تاتاریوں کو مدعو کیا تا کہ وہ حکومتِ بنو عباسیہ پر حملے کریں۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خلقِ قرآن کا فتنہ

مامون کے زمانہ میں خلقِ قرآن کا فتنہ اٹھا۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام "ورڈ آف گاڈ word of god" ہے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے "کن" کہا تو یہ "کن" لفظ انسان کی شکل اختیار کر لیا۔ تو معتزلہ نے سوچا کہ جب ایک لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام انسانی شکل اختیار کر لے سکتے ہیں۔ تو پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام قرآن کیوں مخلوق نہیں بن سکتا؟ اسی لئے انہوں نے کہا کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ وہ دوسرے مخلوقات کی طرح ایک مخلوق ہے جس طرح دوسرے مخلوقات کو فنا ہے اسی طرح قرآن کو بھی فنا ہے نعوذ باللہ۔ لیکن اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن مخلوق نہیں بلکہ کلام اللہ ہے جس طرح اللہ کو فنا نہیں اسی طرح اسے بھی فنا نہیں ہے اسی ایک مسئلہ کی خاطر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو بہت تکلیفیں دی گئیں ان کی پیٹھ پر روزے کی حالت میں سو ایسے کوڑے برسائے گئے کہ اگر ایک کوڑا کسی ہاتھی کو مارا جاتا تو وہ بھی برداشت نہیں کر پاتا لیکن اس عزیمت کے پیکر نے ان ساری تکلیفوں کو برداشت کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کلام اللہ ہے.

آج ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ ہماری عبادات میں شرک وبدعت، معاملات میں بداخلاقی، شادی بیاہ میں غلط رسم ورواج آچکی ہے ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام چیزوں سے

اجتناب کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہمیں حاصل ہو۔

۱۲۲۸ء کی دو عظیم طاقتیں

۱۲۲۸ء میں مسلمانوں کے دو عظیم دشمن نمودار ہوئے؛ایک تاتاری تھے جنھوں نے کئی مسلمانوں کو مار کر قیامتِ صغری برپا کر رکھا تھا لیکن بعد میں اللہ تعالی انہیں اسلام کی نعمت سے نوازا وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے اور دوسرے قیصر تھے جن کے ساتھ مسلمانوں کی صلیبی جنگیں ہوئیں اور انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

مسلمانوں پر تاتاریوں کا حملہ

۱۲۵۸ء میں چنگیز کا پوتا ہلاکو خان نے ایران کے "باڈر" پر موجود پُل توڑ دیا۔ جس کی وجہ سے پانی بہہ کر شہر میں آگیا۔ اور اس سے لاکھوں مسلمانوں کی موت واقع ہوئی۔ علامہ ابن اُثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کاش میں اس واقعہ سے پہلے مر جاتا اور میری آنکھیں اس منظر کو نہ دیکھتیں۔۔

پھر اس کے بعد ہلاکو خان ۱۲۵۸ء میں بغداد کا رخ کیا اور اس میں داخل ہو کر مسلمانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور کافی خون خرابہ کیا۔ علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ "البدایہ والنھایہ" میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا خون اتنا بہہ رہا تھا کہ سڑکوں کے اوپر اونٹ چلتے وقت "تھپ تھپ" کی آواز آتی تھی۔ گھوڑوں کا چلنا مشکل ہو گیا۔ اور یہ لوگ مسلمانوں کی لاشوں اور سروں کو تہ بہ تہ جمع کر کے شام کے وقت آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے میرا منارہ اونچا ہے۔

ابنِ کثیر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: ماحول "پولیوشن polution" اتنا خراب ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کی لاشیں سڑکوں پر اسی طرح سے سڑ رہی تھیں۔ معصوم مسلمان جو بیماری کا شکار تھے وہ بھی اس پولیوشن کی وجہ سے مر گئے اور بیماری سے مرنے والوں کی تعداد شہیدوں سے زیادہ تھی۔

پھر اس کے بعد ہلاکو خان کا پوتا غازان خان نے سیریا کا رخ کیا۔ اہلِ سیریا کو جب یہ معلوم ہوا کہ تاتاری حملہ کرنے کے لئے سیریا کی طرف بڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ اپنا غلہ اور اناج جلانے لگے جب ان سے سے پوچھا گیا کہ تم کیوں اناج کو جلا رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ تاتاری آئیں گے، اور یہاں پر قبضہ کریں گے، اور جو ہم نے محنت سے جو اناج اگایا ہے یہ لوگ اسے کھالیں گے اور ہم بھوکے مر جائیں گے یعنی لوگوں کو اپنے آپ پر بھروسہ اٹھ گیا

تھااور لوگ انتہائی ڈرے اور سہمے ہوئے تھے۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ جوانی کے مرحلے میں تھے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ حکومتِ وقت کو سمجھایا کہ ہمیں تاتاریوں کا مقابلہ کرنا ہو گا لیکن چونکہ وہ تاتاریوں سے خوفزدہ تھے لڑائی کی لئے تیار نہ ہوئے، ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ غازان خان نے راستے میں آپ ﷺ کو گالی دی ہے۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا خوش ہو جاؤ ہماری ہی جیت ہو گی کیونکہ اس نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے جس کے سبب اسے ہارنا ضروری ہے جو بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخ کرے گا ضرور اللہ تعالی اسے ذلت ورسوائی سے دوچار کرے گا۔

جب غازان خان سیریا پہنچا تو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے پہلے نصیحت کی جس سے چلا گیا لیکن بعد میں اس کے سپاہیوں نے اسے غیرت دلائی کہ تمہارے آباء واجداد بڑے جنگجو اور لڑاکو تھے۔ اور تم بزدل ہو۔وہ سپاہیوں کے بھڑکانے کی وجہ سے دوبارہ اپنی فوج لے کر آیا اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے سو شاگردوں کے ساتھ جو کہ صحیح العقیدہ تھے اور کتاب وسنت کے حامی تھے جنگ میں شریک ہوئے اور آخرکار تاتاریوں کو شکست کامنہ دیکھنا پڑا۔اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی دعوت اور ان کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دیااور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔اور سلطنتِ عثمانیہ اور ہندوستان میں مغل سلطنت اسٹابلش کی۔علامہ اقبال نے اسی کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے

پاساباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

دشمنان اسلام کا اسلام اور پیغمبر اسلام پر حملے کا اہم سبب تکبر اور حسد

مکی دور میں ابوجہل اور ابولہب وغیرہ آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تکبر اور حسد کی وجہ سے ستاتے اور تکلیف دیتے تھے۔مدنی دور میں یہودیوں کی شرارت بھی حسد ہی کا نتیجہ تھی۔شاہِ کسری نے تکبر اور حسد کی وجہ سے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اور کہا کہ "میری رعایا میں سے ایک حقیر غلام اپنا نام مجھ سے پہلے لکھتا ہے۔"جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" اللہ اس کی حکومت کو پارہ پارہ کردے۔" جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

" بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ البَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ البَحْرَيْنِ إِلَى

كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ»"

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خط دے کر بھیجا تاکہ وہ حاکم بحرین کو دے، حاکم بحرین نے وہ خط کسریٰ کو دیا۔ کسریٰ نے اس کو پڑھ کر پھاڑ دیا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر بدعا کی کہ وہ بھی تار تار ہو جائے۔"(الراوی: عبداللہ بن عباس المصدر: صحیح البخاری رقم الحدیث: 64)

اور ہوا بھی ایسا ہی کہ بیٹا باپ کو قتل کر کے حکومت پر قابض ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے اس کو فتح کر لیا۔ آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ یہ دشمنی اور حسد "اِنٹر نیشنل لیول international level" تک بڑھ گیا۔ کیونکہ صحابہ کرام اور تابعین رسول اللہ ﷺ کے اس قول" فليبلغ الشاهد الغائب" پر عمل کرتے ہوئے اسلام کے پیغام کو انٹر نیشنل لیول تک پہنچا دیا تھا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی سرحدوں کو دیکھ کر ان کے پیٹ میں مروڑ ہو رہی تھی، اسی لئے وہ اسلام اور مسلمانوں پر ہمیشہ حملہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا ایک تجزیہ

ابنِ تیمیہؒ اپنی کتاب "الصارم المسلول علىٰ شاتم الرسول" کے صفحہ نمبر ۱۲ میں فرماتے ہیں:"میں تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھتا ہوں کسریٰ جو کہ سپر پاور تھا اس نے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کی حکومت کو بھی جلد ختم کر دیا۔ اس کے مقابلے ایک اور سپر پاور حکومت قیصر کی تھی اس کے پاس جب آپ ﷺ کا خط پہنچا تو اس نے ایک آدمی بھیجا اور کہا عرب کا جو بھی آدمی ملے اسے پکڑ لائے تو اس نے ابو سفیان کو پکڑ لایا بادشاہ نے ابوسفیان سے آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا ابوسفیان نے ساری تفصیلات بتائیں، اس کے بعد اس نے اپنے درباریوں سے کہا اے اہلِ روم تمہاری نجات اسی میں ہے کہ تم اس نبی پر ایمان لے آؤ اس پر سارے درباری ناراض ہو گئے تو اس نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا کہ یہ بات میں تمہیں آزمانے کے لئے کہا تھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہاری اس نبی کے تعلق سے کیا رائے ہے۔ ابوسفیان نے دربار سے باہر آکر کہا کہ ابن ابی کبشہ(بکریوں کو چرانے والے بچہ) کا اثر، اس قدر بڑھ گیا کہ شاہ قیصر بھی اس سے گھبرا رہا ہے۔ شاہِ قیصر اس وقت بیت المقدس فتح کر کے آیا تھا اس نے بیت المقدس سے خطاب کر کے کہا اے بیت المقدس تجھے میرا آخری سلام، میرے دوبارہ

آنے تک محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے قافلے تجھے روند ڈالیں گے۔ میں اب دوبارہ لوٹ کر نہیں آسکتا۔ پھر اس نے کہا کہ جاؤ اور محمد ﷺ سے کہو کہ آج میں جس جگہ پر ٹھہرا ہوں۔ عنقریب وہ اس پر قابض ہو جائے گا۔ اسی طرح مقوقس شاہِ مصر جو کسری کے ماتحتی میں تھا اس نے آپ ﷺ کے خط کو ایک صندوق میں حفاظت سے رکھا "۔

بہر کیف اس نے آپ ﷺ کے ساتھ عزت کا معاملہ کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے اس کی حکومت کو آج تک بھی باقی رکھا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں ترکی وغیرہ باقی تھے جو قیصر کے ماتحتی میں تھے۔ ترکی کو ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات کے سو سال بعد مسلمانوں نے فتح کیا اور کسری جو آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کی حکومت کو جلد ہی چھین لیا۔

مضمون (7)–"خلق من مأء دافق" سے توحید، رسالت وآخرت کیسے ممکن ہے؟

سورہ طارق کی آیت "خلق من مأء دافق" اور سورہ مومنوں کی آیت 13 تا 15 سے متعلق مضمون کہ ان آیات سے اثبات توحید، رسالت وآخرت کیسے ممکن ہے غیر مسلم جب علمی سوالات کریں؟

میرے بیان سے چند اقتباسات بعنوان: نفرت بھرے 10 سوالات کے پیار بھرے علمی واکاڈیمک جوابات (یوٹیوب پر 10 سوالات کے جوابات ہیں یہاں صرف ایک سؤال کا جواب دیا جارہا ہے ان شاء اللہ

سؤال :

ایک پروفیسر صاحب نے سوال کیا، آپ مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات ہے، اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہی اس قرآن مجید کو آسمانوں سے نازل کیا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح صحیح احادیث سے کی ہے تو آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن اور صحیح حدیث اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، آپ یہ باتیں کیسے مان لیتے ہیں؟ Scientifically آپ یہ کیسے Prove کر سکتے ہیں؟ اور انھوں نے کہا کہ آیت اور حدیث کو بنیاد نہ بنانا کیونکہ وہ میں نہیں مانتا؟

میں نے ان پروفیسر صاحب سے کہا: "done I am ready آئی ایم ریڈی" میں کوئی آیت اور حدیث استعمال کرے بغیر سائنس کے جو فارمولے ہیں، سائنس کا جو سسٹم ہے اور سائنس کی جو بنیادیں ہیں انہیں بنیاد وں

پر ان شاء اللہ آپ کے سامنے حقائق ثابت کر کے بتلاؤں گا، میں نے شروعات کی کہ "سر! کیا آپ نیوٹن کی تھیوری کو مانتے ہیں یا نہیں؟" اس نے کہا: "ہاں میں مانتا ہوں "نیوٹن کی تھیوری کیا ہے؟ نیوٹن کی تھیوری کا نام ہے "کانسپٹ آف انفرنس" انفرنس کا مطلب ہوتا ہے جاننے والی چیز کے ذریعہ سے نہ جاننے والی چیز کو معلوم کر لینا، اسی کو انفر کرنا نتیجہ نکالنا کہتے ہیں، اگر یہ ہے تو یہ بھی ہوگا۔ جیسے سیب درخت سے ٹوٹ کر اوپر نہیں جارہا ہے بلکہ سیب نیچے گر رہا ہے، اس کا مطلب یہ نِکلا کہ زمین میں گراویٹی ہے۔ کیا آپ نے کبھی گراویٹی کو دیکھا ہے؟" نہیں! میں نے نہیں دیکھا ہے" پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ گراویٹی موجود ہے؟ لیکن گرتے ہوئے سیب سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ زمین کے اندر قوت کشش ہے جو ہر اوپر سے گرنے والی چیز کو اپنی جانب کھینچتی ہے, بالکل اسی طرح اگر آپ قرآن مجید کو تحقیقی نظروں سے دیکھیں گے تو وہ سب کچھ جو پردہ غیب میں ہے، ان پر یقین کرنے لگ جائیں گے۔

نہایت سادہ سا سوال ہے کہ اس کتاب کا Author کون ہے، لے آیئے، اس کا آتھر ڈھونڈ کر لایئے! اگر آپ کہتے ہیں کہ اس کے آتھر، مصنف، مولف اور لکھنے والے اور یجنٹر اپنی طرف سے دینے والے محمد صلی اللہ علیہ و سلم ہیں، تو اس کا جواب ہو گا کہ انسائیکلوپیڈا بریٹنکا کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک اُمّی تھے، اُمّی کا مطلب ہے جن کو دیکھ کر پڑھنا نہیں آتا ہے، جن کو لکھنا نہیں آتا ہے، اور ماڈرن ایجوکیشنل سسٹم کے مطابق 1492 سے پہلے کا دور مؤرخین کے نزدیک تاریک دور Dark ages کہلاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یوروپ اس وقت تک علم و ارتقاء کی روشنی سے محروم جہالت اور پسماندگی کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا تھا، اس تاریک دور سے قریباً پانچ سو سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے، ایک صحرائی خطے میں جہاں علم و تحقیق چشمے سراب کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن قرآن مجید میں 1000 سے زائد ایسی آیتیں ہیں جن میں بیان کی ہوئی باتوں سے متعلق آج کے ماڈرن سائنسدان کہہ رہے ہیں کہ ہم نے یہ آج ڈیسکور [discover] کیا ہے۔

آخر چودہ سال پرانی کتاب میں اس دور جدید کی باتیں کیسے آگئیں؟ یہ الفاظ کہنے والا شخص ویلین کیتھ مورے ہے جس کا نام Embryology کے سبجیکٹ میں ریفرنس کے طور پر لیا جاتا ہے، اس سبجیکٹ پر ویلیم کیتھ مورے اپنے مقالہ میں سورۃ المؤمنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 13 پڑھنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس میں ایک جنین (رحم مادر میں موجود بچے) کی نشو نما کے مراحل کو کس قدر وضاحت اور خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا:

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ " سورة المؤمنون:13 "پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا"۔

اس کے بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: " ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا " سورة المؤمنون:14 "پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لو تھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا"۔

یہ جو 17 سٹیجس آف ایمبریو stages of embryo ہے، جب رحم مادر میں بچہ ڈیولپ develop ہوتا ہے تو اسے کہتے ہیں "ڈولپمنٹ آف ایمبریو development of embryo"، یہ جو نالج knowledge ہے یہ جس طریقہ سے بانٹا گیا ہے، اسے ہم مہینوں کے حساب سے بانٹ رہے تھے تو ہم غلطی کر رہے تھے، لیکن قرآن مجید پڑھنے سے ہمیں صحیح تقسیم سمجھ میں آتی ہے، اس تقسیم کو صحیح مسلم میں بھی بتلایا گیا ہے کہ 40 دن نطفہ 40 دن، علقہ اور 40 دن مضغۃ کی تقسیم ہے، یہ ایک Perfect study ہے۔

اس کے بعد ویلیم کیتھمورے کہتا ہے کہ صحرا میں رہنے والا، ڈارک ایجس کا ایک اُمی انسان جس کے پاس کوئی اسباب وذرائع تھے نہ جدید آلا MICRO SCOP نہیں، پھر بھی اس نے یہ سب کچھ کیسے پتہ لگالیا؟ ان باتوں کو اس وقت ہی اتنی باریکی کے ساتھ کیسے پیش کیا گیا؟ آج ہم اتنے ایڈوانسڈ دور میں مائیکرو ولیول کے Gadgets رکھتے ہوئے بھی اتنی آسانی سے ڈیفائن نہیں کر پارہے ہیں؟ اس کا مطلب یہ نِکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے یہ قرآن مجید نہیں لکھا ہے بلکہ اس رحم مادر کو پیدا کرنے والے اور اس رحم مادر کے اندر کے جنین کے خالق اللہ نے اس کتاب کو نازل کیا ہے، ایک سمپل لاجک simple logic ہے۔

آخر کار مجھ سے سوال کرنے والے پروفیسر نے اعتراف کر لیا کہ: "میں ماننے کے لیے تیار ہوں، یہ ساری باتیں انسان نہیں لکھ سکتا بلکہ پیدا کرنے والے ہی نے اس کتاب کو نازل کیا ہوگا۔ اگر غور وفکر کرنے والے اس سمپل اور سادی سی تھیوری کو ہی فالو کر لیں تو وہ خالق کی معرفت کا سراغ پالیں گے۔

ایک جرمنی کا Ocean diver ہے اس نے اسلام قبول کیا، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اسلام کیوں قبول

کیا؟ ساری دنیا میں مسلمانوں کو بدنام کیا جارہا ہے اور تم کلمہ پڑھ رہے ہو؟ ایسے کئی لوگ ہیں جو کلمہ پڑھ رہے ہیں، لوگوں نے ان سے پوچھا تم کلمہ کیوں پڑھ رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا: "میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی ہے، سورہ نور کی آیت ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " اِذَآ اَخْرَجَ يَدَه لَمْ يَكَدْ يَرٰئهَا " سورۃ النور:40، "جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے " اللہ سبحانہ تعالیٰ سمندر کا نقشہ کھینچ رہے ہیں کہ سمندر کے اندر گہرائی میں اتنا اندھیرا ہوتا ہے کہ آدمی اپنا ہاتھ دیکھنا چاہے تو اس کو اپنا ہاتھ نظر نہیں آتا۔ اس منظر کا نقشہ سمندر کی گہرائیوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ڈائیور کہتے ہیں کہ اگر میں سمندر کی گہرائیوں میں اترنے والا اگر اس چیز کو بیان کروں تو بات قابلِ فہم ہے۔ میں نے مسلمانوں سے پوچھا کہ کیا آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمندروں میں غوطہ لگاتے تھے؟ مسلمانوں نے کہا: " سر! کیسی بات کر رہے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ریگستانی علاقے کے تھے، جہاں پانی کے قطرے قطرے کو لوگ ترستے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی سمندر کے اندر غوطہ زنی نہیں کی۔ جس آدمی نے سمندر کے اندر غوطہ زنی نہیں کی ایک ڈیزرٹ میں رہتے ہوئے جہاں پر پانی کا تصور بھی مشکل سے پایا جاتا ہے وہ آدمی اتنا واضح نقشہ کھینچ رہا ہے، اس کا مطلب یہ نکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن مجید کو نہیں لکھا بلکہ اس سمندروں کی گہرائیوں کو پیدا کرنے والے نے ہی یہ کتاب نازل کی ہوگی، سِمپل لاجیک ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" سورۃ الملک:14، "کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو".

مضمون (8)-زندگی کا مقصد

"ان كل نفس لما عليها حافظ" کی آیت سے متعلق ایک خطبہ جمعہ پیشِ خدمت ہے۔

بعنوان: زندگی کا مقصد:

آج جس موضوع پر میں آپ کے سامنے خطبہء جمعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں وہ ہے "زندگی کا مقصد "یا با مقصد زندگی شاعر نے کہا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی

میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

آدمی یہ طے کرلے کہ میری زندگی کا مقصد دین کو فروغ دیناہے۔ آدمی یہ دعا کرے کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ تومیری زندگی، میرا وقت، اور میرے مال کو دین کی نشرواشاعت میں لگانے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ، میری زندگی۔ میرا مال میرا وقت، میری صلاحیتوں skills ذریعہ غرض میری ہر چیز کو اسلام کے فروغ کا ذریعہ بنادے۔ یہ احساس لے کر جو انسان جیتاہے اسے دنیا کی مصیبتیں چاہئے وہ چھوٹی ہوں کہ بڑی سب کے سب اس کو ہیچ نظر آتی ہے یعنی معمولی نظر آتی ہے وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں، اور تکالیف سے نہیں گھبراتا، بلکہ بڑی سے بڑی مصیبت کا وہ ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے

موضوع کے انتخاب کا سبب

اس موضوع کو انتخاب کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حال ہی میں میرے پاس چند لوگ اپنے اپنے جھگڑے لے کر آئے تھے۔ اور یہ جھگڑے شوہر اور بیوی کے مابین، بھائی بھائی کے مابین، بہن اور بھائی کے مابین اور جائداد اور ازدواجی زندگی سے تعلق رکھتے تھے

ایک عورت کہتی ہے کہ یہ میرے شوہر ہیں وہ میری عزت برابر نہیں کرتے، اور شوہر کہتاہے کہ یہ میری بیوی ہے وہ میرا خیال نہیں رکھتی ہے۔ میں نے ان کو واضح طور پر بتادیا کہ اگر تمہارا مقصد بڑا ہوتا تو تم اتنی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے جھگڑا کر کے میرے پاس نہیں آتے تھے۔ اور میں نے ان کو ان کی زندگی کے مقاصد بتایا اور تھوڑی دیر تک سمجھانے کے بعد انھوں نے کہا کہ ہمارا ذہن کھل گیاہے۔ میں نے بہت لوگوں سے بات چیت کی اور ان سے یہ کہا کہ اتنے چھوٹے چھوٹے مسائل کے لئے تم اپنی آخرت کو کیوں برباد کر رہے ہو۔

ایک صاحب سے میں نے بات چیت کرتے ہوئے یہ کہا کہ آپ آخرت کو سامنے رکھ کر بتایئے کہ یہ زمین آپ کی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ بھائی اس زمین کے معاملے میں آخرت کو مت لایئے۔ آج ایسے ہی ہورہاہے۔ مثال کے طور پر زید اور بکر کے مابین زمین یا کسی اور چیز کو لیکر جھگڑا ہوگیا اور دونوں نے مل کر ایک تیسرے آدمی کو حکم (فیصلہ کرنے والا) بنالیا۔ اور جب حکم دونوں کو یہ کہتاہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے خلاف

جاتے ہوئے تم دونوں میں سے کوئی ظلم کرتے ہوئے یہ زمین ہڑپنا چاہتا ہے تو یاد رکھ لو آخرت کے دن اسی زمین کو لے کر تمہیں پچھتانا پڑے گا۔ دونوں میں سے کوئی ایک کہتا ہے کہ بھائی یہ آخرت اور قیامت کو درمیان میں مت لاؤ۔ اس زمین کے معاملے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو مت لاؤ۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب زندگی کا مقصد واضح نہ ہو اور فکر آخرت واضح نہ ہو۔ اگر ان دونوں کے سامنے زندگی کا مقصد واضح ہوتا تو وہ دونوں اس حقیر سی زمین کو لے کر جھگڑتے اور نہ ہی آخرت کو نظر انداز کرتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمادیا ہے "أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ(115)"

کیا تم یہ گمان کئے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤگے (المومنون:23/115)

اگر ذہن میں یہ بات رہے گی کہ ایک دن ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس جانا ہے۔ اور وہاں پر یہ معاملہ ہوگا" فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (٧) وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ(٨) "پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا [7] اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا(الزلزلۃ:99/8-7)

آج اگر انسان کے ذہن میں اس آیت کا بیان کردہ تصور مستحضر رہے گا۔ اور ساتھ ہی یہ تصور بھی رہے گا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ "السمیع اور "البصیر"" ہے یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز سن رہے ہیں اور ہر چیز ہر وقت اور ہر جگہ دیکھ رہے ہیں ان كل نفس لما عليها حافظ ۔ تو وہ کبھی کسی پر ظلم نہیں کرے گا کسی کا حق نہیں مارے گا۔

سیرت پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ، مکی دعوت چار بنیادی چیزوں پر تھی (توحید، رسالت، آخرت وتزکیہ)

توحید کا عقیدہ انسان کو یہ تصور دیتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے ہر جگہ ہر وقت پر دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں لہذا اسی کی عبادت کرنا ہے

رسالت اور آخرت کا عقیدہ انسان کو یہ تصور دیتا ہے کہ اگر میں دنیا میں نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ نہیں کروں گا تو پھر قیامت کے دن میرا انجام برا ہو گا؟ اس کو یہ خوف لگا رہتا ہے اور تزکیہ ہو تا رہتا ہے۔ جس کے پاس یہ تصور نہیں ہو تا وہ غفلت میں پڑھ کر لہو و لعب میں مبتلا ہو جاتا ہے، جسکا

لہو و لعب اور غفلت کا مطلب

"لہو" و "لعب" اور "غفلۃ"، یہ قرآن مجید کی اصطلاحات ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت ساری جگہوں پر کہا کہ یہ دنیوی زندگی کے سامان صرف "لہو" و "لعب" ہے۔

"لہو" کہتے ہیں "یلھو الانسان بالخسیس عن النفیس" ایسی چیز جو انسان کو ایک اعلی چیز کو ہٹا کر ایک بری اور چھوٹی چیز کے پیچھے لگا دیتی ہے۔ جیسے کہ ایک چھوٹے بچے کو جب آپ کوئی بڑے کام کے لئے بھیجتے ہیں تو وہ بڑے کام کو چھوڑ کر اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیتا ہے۔ آپ اس کو پکڑ کر ڈانٹتے ہوئے کہتے ہیں میں نے تم کو اتنے بڑے کام کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اس معمولی کھیل میں پڑ کر اس عظیم کام کو چھوڑ دیا ہے۔۔۔! لیکن آپ اس کی عمر کو دیکھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ لیکن یہی بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے اس کا یہی کھیل جرم بن جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر ہم آخرت کو چھوڑ کر اس حقیر دنیا میں مبتلا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس نقصان سے بچانے کے لئے قرآن میں مختلف جگہوں پر تنبیہ کیا

سورہ اعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 172 میں ارشاد فرمایا"

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ (172)"

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ (الاعراف: 7/172)

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ بتا رہا ہے کہ تم قیامت کے دن اسی غفلت کا بہانا بنانے نہ لگ جاؤ(اس لئے ہم تمہارے پاس رسول بھیجتے جائیں گے)قرآن کی رو سے غفلت کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق میں اتنا بزی ہو جانا کہ خالق کو بھول جائیں۔ اوراسی غفلت کو قرآن مجید میں "لہو"اور "لعب" سے تعبیر کیا گیا ہے۔جب آدمی کی زندگی میں کوئی بڑا مقصد نہیں ہوتا ہے تو وہ معمولی معمولی چیزوں سے گھبرا جاتا ہے۔اور وہ معمولی چیزوں میں اپنے آپ کو مشغول کر کے بڑی چیزوں سے غفلت برت لیتا ہے۔قرآن مجید میں دنیاوی چیزوں کو "متاع" کہا گیا ہے سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 کی آیت نمبر 185 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (١٨٥) "

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے(آل عمران:3/185)

جب ہم سب کو یہ معلوم ہے کہ تمام انسانیت کا مستقبل موت ہے ,تو پھر یہ بھاگ دوڑ کس بات کی ہے بعض لوگ صرف اس بات کی رٹ لگائے ہوئے ہوتے ہیں کہ future planning کیا ہو گی۔اگر کسی سے پوچھا جائے کہ آپ کا مستقبل کا منصوبہ future planning کیا ہے۔تو وہ کہتے ہیں کہ اب میں 30 سال کا ہوں اور آنے والے 30 سال یعنی جب میری عمر 60 سال کی ہو گی تو آپنے آپ کو فلاں پوسٹ پر دیکھنا چاہتا ہوں۔یا میں آنے والے 5 سال میں اپنے آپ کو فلاں پوسٹ پر دیکھنا چاہتا ہوں۔آج میں ایک جونیر امپلائی Junior Employ ہوں۔تو آنے والے اتنے سالوں میں اپنے آپ کو ایک سینیر امپلائی Senior Employ دیکھنا چاہتا ہوں،اس کمپنی کے اندر میرا ایک بہت اونچا عہدہ ہونا چاہئے میں اس کمپنی کا C.E.O بننا چاہتا ہوں۔میں ڈائرکٹر بننا چاہتا ہوں، میں منیجر Manager بننا چاہتا ہوں۔اب میں ایک ٹیچر ہوں مستقبل میں ایک پرنسپل بننا چاہتا ہوں۔

ہم کہیں گے کہ آپ کی یہ اِن کمپلیٹ فیوچر پلاننگ Incomplete future planning ہے کیونکہ ہمارے مستقبل میں موت بھی آنے والی ہے اس کی تیاری کب کرو گے؟ہمارے Future میں ایک قبر کا گڑھا بھی

آنے والا ہے اس کی تیاری کون کرے گا۔ ہمارے مستقبل future میں ایک برزخی زندگی آنے والی ہے۔ اس کی future planning کون کرے گا۔ ہمارے مستقبل future میں حشر کا میدان برپا ہونے والا ہے اس کی future planning کون کرے گا؟ ہمارے مستقبل future میں حساب وکتاب کا میدان آنے والا ہے اس کی future planning کون کرے گا؟ ہمارے مستقبل future میں ہماری آنکھوں کے سامنے ایک ترازو رکھ کر ہمارے کئے ہوئے اعمال تولے جائیں گے اس کی future planning کون کرے گا؟ ہمارے مستقبل future میں جنت اور جہنم کے فیصلے کئے جانے والے ہیں۔ پل صراط پر سے گذرنے کا ایک نازک مرحلہ آنے والا ہے اس کی future planning کون کرے گا؟ ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ جس میں جانوروں کے حقوق بھی ان کو دلائیں جائیں گے، تو اس دن کی تیاری کون کرے گا۔ "وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اور بے شک تم کو تمہارے کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن دیا جائے گا۔

"فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ" اعمال کے بدلہ دیا جانے کے بعد جو کوئی جہنم سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہی آدمی اصل کامیاب انسان ہے۔ اسی آدمی کو آج کی جدید اصطلاح میں کامیاب انسان یا complete man یا Success full man یا branded personality یا young achiever کہا جاتا ہے۔

ان تمام القاب کا اگر کوئی مستحق ہے تو وہ شخص ہے جس کو جہنم سے بچالیا جائے اور جنت میں داخلہ دے دیا گیا۔ اصل کامیاب، اصل complete man، اصل Success full man، اصل branded personality، اصل young achiever، تو یہی شخص ہے جو جہنم سے نکل گیا اور جنت میں چلا گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آگے فرمایا "وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ" کہ اس دنیا کی ساری چیزیں متاع ہیں، اور وہ بھی "متاعِ غرور" دھوکہ کا سامان ہیں۔ متاع کس کو کہتے ہیں؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اور جگہ اس لفظ کو استعمال کیا ہے فرمایا "نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ (73)"

ہم نے اسے سبب نصیحت اور مسافروں کے فائدے کی چیز بنایا ہے (الواقعۃ: 56/ 73)

اس آیت سے متاع کا معنی بخوبی سمجھ میں آتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ کسی جنگل سے گذر رہے ہیں، شام ہو گئی ہے اندھیرا چھانے والا ہے تو آپ اس جنگل کی سوکھی اور بے جان لکڑیاں آس پاس سے جمع کرتے ہیں اور اس کو جلاتے ہیں اور اسے اس شام کے لئے سردی سے بچنے کے لئے یا پھر ایک رات کی روشنی کے لئے استعمال کرتے ہیں اور گذر جاتے ہیں۔ وہاں جاتے وقت آپ اس آگ اور ان چھوٹی لکڑیوں طرف نہ توجہ کرتے ہیں اور نہ اسے ساتھ لے جانے کے بارے میں سوچتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا مقصد اپنی منزل ہے اور آپ ان حقیر چیزوں پر توجہ دینے کی کوشش بھی نہیں کرتے انہی چھوٹی چیزوں کو متاع کہا جاتا ہے۔ اس کو عربی زبان میں "الشیء التافہ " کہا گیا ہے۔ یعنی وہ چھوٹی چیزیں جسے انسان کبھی کبھی ان کو استعمال کر لیا کرتا ہے اور اس پر زیادہ توجہ نہیں دیتا۔ بالکل اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر میں یہ ساری دنیا اور اس کے سارے ساز وسامان متاع ہیں۔

دنیا کی حقیقت کو سمجھنے کا فائدہ

اگر انسان کو دنیا کی حقیقت سمجھ جائے تو وہ اپنی ساری محنتیں آخرت کی تیاری میں لگا دے گا۔ مثال کے طور پر اگر دنیا میں کوئی شخص زیادہ مشہور ہو گیا۔ زیادہ مال دار ہو گیا، اور اسے ساری چیزیں میسر ہو جائیں تو وہ تکبر وغرور کا شکار ہو جائے گا، اور اسی مال ومتاع کو سب کچھ سمجھے گا، لیکن اس کے بر خلاف جس کے پاس آخرت کا تصور ہو وہ سمجھتا ہے کہ ساری دنیا ایک متاع سے زیادہ نہیں ہے اس کی کوئی بھی قیمت نہیں ہے اور اگر اسے اس کی من چاہی چیزیں جیسے مال، دولت اور شہرت نہیں ملتی تو وہ اتنا نروس اور غمگین نہیں ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے کی نوبت آجائے بلکہ۔ وہ کہے گا کہ اتنی چھوٹی چیز مجھے نہیں ملی تو کوئی بات نہیں میں جنت میں اس سے بڑی چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے حاصل کر لوں گا۔

اس تصور سے آدمی اپنے آپ کو جہاں تکبر سے بھی بچائے گا وہیں دنیا کی ساری تکالیف کو سہن کرنے کا جذبہ اور ملکہ پیدا کر لے گا۔

دنیا وآخرت کا مفہوم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دنیا اور آخرت کے درمیان مقابلہ اور موازنہ compare کرتے ہوئے فرمایا" بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (١٦) وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ (١٧) "

لیکن تم تو دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو[16] اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے(الاعلیٰ:87/17-16)

یعنی تم لوگ اس حقیر دنیا کو ترجیح دے رہے ہو، جبکہ دنیا کے بدلے آخرت زیادہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور اس دنیا کے لئے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو لفظ "دنیا" کا استعمال کیا ہے اس پر توجہ دینا ضروری ہے کہ لفظ "دنیا" کا معنی ہے قریب والی چیز۔ اور لفظ "آخرۃ" کا معنی ہے بعد میں آنے والی چیز۔ اور "الحیاۃ الدنیا" کا مطلب ہوتا ہے وہ زندگی جو تم کو قریب میں مل چکی ہے۔ اور "الحیاۃ الآخرۃ" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ زندگی جو تم کو مرنے کے بعد ملنی والی ہے۔

اس کا مطلب یہ نکلا کہ میری پوری زندگی دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے ایک "دنیوی زندگی" اور دوسری "اخروی زندگی

ایک آدمی ایک حصے میں اتنا بزی ہو گیا ہے کہ وہ آنے والی زندگی کا پلان نہیں کر سکا تو اس آدمی نے اپنے مستقبل کی اِن کمپلیٹ فیچر پلاننگ Incomplete future planning کی ہے۔

جب میرے پاس بہت سارے لوگ دکھ درد لے کر لوگ آتے ہیں تو میں ان سے یہی پوچھتا ہوں کہ اگر آپ نے دنیاوی زندگی کا مقصد بہتر طریقے سے جانا ہوتا اور آپ کی زندگی کا مقصد بہت اونچا ہوتا، قرآن مجید کا ترجمہ آپ نے اچھے طریقے سے سمجھ کر پڑھ لیا ہوتا تو زندگی کے کئی فیصلے لینے میں آپ کو آسانی ہو جاتی تھی۔ دنیا کیا ہے آپ قرآن مجید پڑھ کر دیکھئے، آخرت کی حقیقت جاننا ہے تو قرآن مجید پڑھئے۔ شہرت کی کیا حد ہے؟ قرآن مجید پڑھ کر دیکھئے۔ عزت، مال ودولت، کپڑے، رہن سہن کی حقیقت جاننا ہے تو قرآن مجید پڑھ کر دیکھئے۔ ہم نے اپنی زندگیوں کو جو برانڈنگ branding کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے جس کو اہم اتنا توجہ کے ساتھ سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اصل برانڈ brand تو یہ ہے کہ آدمی سوچے میں اس دنیا میں رہ کر جنت حاصل کر رہا ہوں یا نہیں؟ کیا میرا عمل اور میرا عقیدہ مجھے آخرت میں جہنم سے بچائے گا یا نہیں؟ میری آنے والی زندگی میں مجھے سکون ملے گا یا نہیں؟۔ اگر یہ فکر اور یہ سوچ پیدا ہو جائے تو آدمی کی سوچ اور اندازِ فکر بہت اعلیٰ اور ارفع ہو جائے گا۔

زندگی کا مقصد

زندگی کا مقصد قرآن مجید کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے۔ سورہ ملک سورہ نمبر 67 کی آیت نمبر 2 میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمایا" الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ(2)"

جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے (الملک:67/2)

انسان کا مقصدِ زندگی سے ہٹنے کے دو اہم سبب

پہلا سبب: ماں باپ

نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيمَةَ، هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ"

ہر بچہ کی پیدائش فطرت پر ہوتی ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں بالکل اس طرح جیسے جانور کے بچے صحیح سالم ہوتے ہیں۔ کیا تم نے (پیدائشی طور پر) کوئی ان کے جسم کا حصہ کٹا ہوا دیکھا ہے۔

الراوي : أبو هريرة | المحدث : البخاري | المصدر : صحيح البخاري الصفحة أو الرقم: 1385 | خلاصة حكم المحدث : [صحيح]

حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ بچے کو بھٹکانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں، جو لوگ شرک وبدعت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے آباو اجداد سے یہ چلا آرہاہے اسی لئے ہم یہ کررہے ہیں۔ اگر یہ غلط ہوتا تو ہمارے آباواجداد نہیں کرتے تھے، انہیں چاہئے کہ وہ اس حدیث شریف پڑھیں اور اس میں غور کریں۔ ہمیشہ ماں باپ صحیح ہوناضروری نہیں ہے، ماں باپ اگر غلطی کررہے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد تم

بھی غلطی کرو۔ ہماری زندگی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی زندگی اپنے ماں باپ کے مطابق فالو کریں۔ ہم قرآن اور صحیح حدیث کو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کے فہم کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالیں۔

دوسرا سبب: شیطان

انسان شیطان کے بہکاوے کی وجہ سے اپنے مقصدِ زندگی سے ہٹ جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ، فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا،

"میں نے اپنے سب بندوں کو مسلمان بنایا (یا گناہوں سے پاک یا استقامت پر اور ہدایت کی قابلیت پر) اور بعض نے کہا: مراد وہ عہد ہے جو دنیا میں آنے سے پیشتر لیا تھا «أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ» (۷-الأعراف:۱۷۲) پھر ان کے پاس شیطان آئے اور ان کے دین سے ان کو ہٹا دیا (یا ان کے دین سے روک دیا) اور جو چیزیں میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں وہ حرام کیں اور ان کو حکم کیا میرے ساتھ شرک کرنے کا جس کی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔

الراوي : عياض بن حمار | المحدث : مسلم | المصدر : صحيح مسلم الصفحة أو الرقم: 2865 | خلاصة حكم المحدث : [صحيح]

اس حدیث سے پتا چلا کہ بچے کے بھٹکنے کا ماں باپ ذریعہ بن سکتے ہیں، اگر ماں باپ کی تربیت صحیح نہ ہو تو ،شیطان ذریعہ بنتا ہے۔ سورہ اعراف سورہ نمبر 7 کی آیت نمبر 172 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے (الاعراف:7/172)

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ جب انسان مخلوقات میں بزی ہو جاتا ہے، اور خالق کی پرواہ نہیں کرتا ہے، خالق کی باتوں اور اس کی تعلیمات کی پرواہ نہیں کرتا ہے تو وہ غفلت کا شکار ہو کر اپنے زندگی کے مقصد کو کھو دیتا ہے۔

میدانِ دعوت کے تین اہم پوائنٹس

میں آپ کو تین پوائنٹس بتا دیتا ہوں۔ یہ تین پوئنٹس دعوتی میدان میں بڑے اہم ہوتے ہیں۔ کیونکہ بہت سارے غیر مسلمین کے دل میں یہ سوالات ہوتے ہیں کہ میں کون ہوں، میں کہاں سے آیا ہوں میں مرنے کے بعد کہاں جاؤں گا، مرنے کے بعد میرے ساتھ کیا ہو گا۔ ان سب سوالات کے جوابات جتنی تفصیل کے ساتھ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں موجود ہیں دنیا کی کسی بھی مذہبی کتاب میں نہیں ہے اسی وجہ سے کئی غیر مسلم ان سوالات کو لے کر اکثر پریشان رہتے ہیں۔ کہ میں کون ہوں؟ میں کہاں سے آیا ہوں؟، مرنے کے بعد مجھے کہاں جانا ہے؟ دنیا میں کرنا کیا ہے؟ اس کے تفصیلی جوابات آپ کو صرف اور صرف قرآن مجید اور صحیح احادیث میں ملیں گے، اور یہ انسان کی زندگی میں کبھی نہ کبھی اٹھنے والے سوالات ہیں، اگر ہم یہ تین پوائنٹ معلوم کر لیں گے تو ان شاء اللہ غیر مسلم حضرات کو بڑی آسانی سے اسلام کی حقانیت سمجھ میں آجاتی ہے، اور کئی مسلمان جب ان چیزوں پر غور کرتے ہیں تو خود کشی سے باز آجاتے ہیں غم، مایوسی، ان سے چھٹ جاتی ہے اور ان کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ آدمی کو جب اعلیٰ چیز یا بڑی چیز کی تلاش رہے گی تو وہ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کو نظر انداز کرتا چلا جائے گا۔ لیکن اس کے برخلاف جب آدمی چھوٹی چیزوں کو بڑی سمجھنے لگتا ہے۔ ایک ایک چیز پر ٹھہرتا ہے جھگڑا کرتا ہے تو وہ دنیا کے سارے امور میں جھگڑالو بن جاتا ہے۔ اورآخرت جیسی بڑی چیز سے اپنے آپ کو محروم کر دیتا ہے، اور اپنے آپ کو آخرت سے غفلت میں مبتلاء کر لیتا ہے

پہلا پوائنٹ:

پہلے پوائنٹ کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (٢٤)

"کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہی ہے۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مار ڈالتا ہے، (دراصل) انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ یہ تو صرف (قیاس اور) اٹکل سے ہی کام لے رہے ہیں (الجاثیۃ:45/24)

یعنی کچھ لوگ تھے جو یہ مانتے تھے کہ یہ دنیا کو پیدا کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں ہم مرتے ہیں اور پیدا ہوتے ہیں بس یہی زمانے کا ہیر پھیر ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے جن کو عربی میں "دھریہ" کہا جاتا ہے۔ ان سے کہا جائے اگر وہ آفس یا کسی سڑک پر یا پھر کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان سے پوچھیں آپ کے سامنے کمپیوٹر ہے جو بڑا شاندار ہے اور یہ بلڈنگ ہے جو بڑی خوبصورت اور شاندار ہے یہ بلڈنگ یا پھر کمپیوٹر ایسے ہی خود بخود بن گئے یا ان کو بنانے کے لئے لوگوں نے محنت کی۔ وہ کہے گا کمپیوٹر اور بلڈنگ بنانے والا کوئی ہے اور وہ بڑا عقلمند ماہر ہے۔

اس کے بعد آپ اس سے کہیں کہ اتنی بڑی شاندار کائنات، یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے، یہ سیارے، یہ دریا، یہ پہاڑ، یہ سمندر، یہ زمین کے بہترین دل کش نظارے کیا ان سب کو کوئی بنانے والا ہے اور وہ عظیم الشان ہے، اور وہ رب العالمین ہے۔

دوسرا پوائنٹ

آپ غیر مسلموں سے پوچھیں کہ آپ یہ کھانا کیوں کھاتے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ یہ ایک انسانی ضرورت ہے۔ یا ان سے پوچھیں کہ آنکھ کا مقصد کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ میں اس سے دیکھتا ہوں، یا ان سے پوچھیں کہ کان کا مقصد کیا ہے؟ وہ کہیں گے کہ میں اس سے سنتا ہوں۔ یہ جوابات سارے غیر مسلموں کے الگ الگ ہوں گے۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تمہاری زندگی کا مقصد کیا ہے؟ تو سب کے الگ الگ جوابات ہوں گے۔ کوئی والدین نے جو سیکھایا ہے وہی کہے گا۔ کوئی استاذ نے جو سکھایا وہی کہے گا کسی کو اس چرچ کے فادر نے کچھ بتادیا وہی کہے گا۔ ہم انہیں بتائیں کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت کرنا ہے۔

تیسرا پوائنٹ

تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی جاتے جاتے آپ کو100 ڈالر دے کر چلا گیا۔ تو آپ اس سے پوچھیں گے بھائی آپ مجھے یہ ڈالر کیوں دے رہے ہو؟ یا کم سے کم آپ تھینک یو Thank you کہیں گے، کہ اس نے میرے پوچھے بغیر100 ڈالر دیا۔

اب اس سے سوال کریں کہ آپ کو آنکھ کس نے دیا؟ کان کس نے دیا؟ ہاتھ پاؤں کس نے دیا؟ ناک کس نے دیا؟ جسم کس نے دیا؟ اور اس سے پوچھیں جس نے یہ چیزیں فری دی ہیں کبھی آپ کو اس ذات کا شکر ادا کرنے کا احساس ہوا ہے۔ کبھی آپ نے اس کے بارے میں سوچا اور اسے بتائیں سب کچھ دینے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

اگر تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء کو ہی نہیں سمجھ سکے، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کو ہی نہیں سمجھ سکے، تو تم اس دنیا کے مقصد کو بھی نہیں سمجھ سکو گے، اگر تم اس دنیا کے مقصد کو نہیں سمجھو گے، تو تمہاری جو فطرت کی مانگ ہے کہ کہیں بھی جا کر اپنا ماتھا ٹیکنا پڑے گا، فطرت کی مانگ جب پوری نہیں ہو گی تو تمہارے دل کا سکون اجڑ جائے گا، جب دل کا سکون اگر اجڑ جائے گا تو دنیا کا کوئی حکیم، کوئی ڈاکٹر، کوئی ماہر نفسیات تمہاری بے چینی کو دور نہیں کر سکتا اور نہ تمہارے اندر حقیقی سکون ڈال سکتا ہے، کیونکہ تم نے فطرت کی مانگ کو پورا نہیں کیا۔ ہماری فطرت میں سجدے ہیں، ہمارے فطرت میں رکوع ہیں، ہماری فطرت میں نماز ہے، ہماری فطرت میں روزہ ہے، ہماری فطرت میں زکوٰۃ ہے ہماری فطرت میں حج ہے، استطاعت اگر ہو گی تو اس کے مطابق ادا کرنا ہو گا،۔ اگر فطرت کی مانگ پوری نہیں کرو گے تو بے سکونی میں مبتلا ہو جاوگے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہدیا کہ " الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے (الرعد:13/ 28)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو یاد کرنے سے ہی دل کو سکون ملتا ہے اور اس کے علاوہ سکون کہیں بھی نہیں ہے، اگر مالک حقیقی کا تعارف ہی نہیں ہو گا، تو شکر کس کا ادا کرو گے، اگر مالک کا تعارف ہی نہیں ہو گا تو سجدہ کس کو کرو گے، اگر مالک کا تعارف ہی صحیح نہیں ہو گا تو رکوع کس کے لئے کرو گے۔

فطرت کی مانگ پوری کرنے کے لئے در در ٹھوکریں کھاؤ گے تو ملحد atheist ہو جاؤ گے agnostic ہو جاو گے ، اسلام کو چھوڑ کر جس راستے کو بھی اختیار کر و وہاں سکون نہیں ملے گا۔

ہماری زندگی کا مقصد توحید ہے ، ہماری زندگی کا مقصد اتباع سنت ہے ، ہماری زندگی کا مقصد آخرت کی تیاری ہے ، ہمیں اگر بامقصد زندگی گزارنی ہے تو ان چیزوں کی طرف توجہ دینا ہو گا، تب ہی جا کر آدمی دنیا میں ہر طرح کی مصیبتوں سے اپنے آپ کو بچالے گا، اور آخرت کی حقیقی زندگی کامیاب ہو گا۔

ان شاء اللہ

آخر میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گوں ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اور آپ سب کو زندگی کا حقیقی مقصد سمجھ کر آخرت کی تیاری کرنے والا بنائے۔ آمین

مضمون (9) بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا)

انه علی رجعه لقادر سے متعلق میرے ایک بیان سے چند اقتباسات بعث بعد الموت پر کفار مکہ کا اعتراض اور اس کا جواب؟

بعث بعد الموت (کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جانا)

بعث بعد الموت کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں اس "بعث بعد الموت" کو بار بار ایسے دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے کہ جس کو انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور کفارانِ مکہ نے ہمیشہ سے اس دن کے انکا کو اپنا وطیرہ بنالیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام نضر بن حارث بن کلدہ تھا وہ قبر کھود کر ایک مرتبہ ہڈی نکال لیا اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے مسل کر ریزہ ریزہ بنا دیا، یعنی پاؤڈر کی شکل میں بنا دیا اور کہنے لگا اے محمد ﷺ یہ ہڈی جو ریزہ ریزہ ہو چکی ہے یہ دوبارہ بنائی جائے گی، یہ کیسی بات ہے؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کے اعتراض کو ذکر کرتے ہوئے سورہ یٰس میں ارشاد فرمایا:

"وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ "(٧٨)

ترجمہ:"کہ یہ ابن آدم ہمیں مثالیں دے رہا ہے اور اپنی تخلیق کو بھول گیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہڈی کیسے زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ ریزہ ریزہ ہو چکی ہے۔(" سورۃ یس:36/78)

پہلا جواب: اللہ تعالی انہیں جواب دیتے ہوئے آگے فرمایا:

" قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ"

ترجمہ:"اے نبی اکرم ﷺ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جس نے پہلی مرتبہ ان کو پیدا کیا اور بنایا وہی رب ان کو دوبارہ زندہ بھی کرے گا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر ایک مخلوق کے بارے میں بخوبی جانتے ہیں ۔("سورۃ یس:36/79)

جب اس کا دنیا میں نام ونشان تھا ہی نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو پیدا کیا اور اب دنیا میں آ گیا۔ جب ایک مرتبہ بن گیا تو دوبارہ بنانے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کیا مشکل پیش آئے گی؟۔جب کمپیوٹر ایک مرتبہ بن گیا ہے تو دوبارہ اس کو بنانے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے، جب کوئی بھی چیز ایک مرتبہ ظہور پزیر ہو جاتی ہے تو اس کے دوبارہ لاکھوں نسخے نکل جاتے ہیں، ایک نئی کتاب شروع میں لکھنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن جب ایک مرتبہ وہ لکھ دی جاتی ہے اس کے لاکھوں نسخے چھپانا کیا مشکل ہے؟ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا وجود ہی نہیں تھا تو اللہ تعالی نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تو تم کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

دوسرا جواب: اللہ کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اگر وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

" إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ "

ترجمہ:"جب کسی چیز کا ارادہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کرتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔(" سورۃ یس:36/82)

تیسرا جواب: سورہ قیامہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمایا:

" لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (١) وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (٢) أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ (٣) بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ "(٤)

ترجمہ: ”میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں نفس ملامت گر کی، کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم کبھی اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر پائیں گے ؟ کیوں نہیں!!! ہم ان کے پور پور ٹھیک کرنے پر قادر ہیں ۔(سورۃ القیامۃ: 75/4-1)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس آیت میں کہہ رہے ہیں کہ آدمی کہتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکیں گے ہڈیوں کو چھوڑو ہم تو ان کے انگلیوں کے پوروں کو بھی ویسے ہی دوبارہ بنائیں گے جیسے دنیا میں تھے۔

AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.

AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,

The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah,
And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)